عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۱۲ جلد: ۲۲ ذوالحج ۱۴۳۹ ستمبر 2018 مسلسل اشاعت کے ۵۵ سال

حضرت ابراہیمؑ اور فلسفۂ قربانی

۲۰۱۸ء کے الیکشن کی صدائے بازگشت

حضرت عمرو بن العاصؓ

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء عشاقِ ختمِ نبوت کی جیت کا دن

قانون تحفظِ ناموس رسالت کا تاریخی پس منظر

دانۃ تحصیل وضلع مانسہرہ میں مرزائیت آمد و اختتام کی تفصیل

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ : ۱۲ | جلد : ۲۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ — پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ — حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ — حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی : مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیرسرپرستی : حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر : حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب : مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ : یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر : عزیز احمد مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ، ملتان فون : 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

۲۰۱۸ء کے الیکشن کی صدائے بازگشت	مولانا اللہ وسایا	03
ماہنامہ لولاک کی قیمت میں ماہانہ پانچ روپے کا اضافہ	// //	05
قارئین و مبلغین توجہ فرمائیں...... ماہنامہ لولاک ملتان کی نئی جلد	// //	06

مقالات و مضامین

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فلسفہ قربانی	ڈاکٹر سرور اکبر آبادی	07
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	مولانا مہر محمد رحمہ اللہ، میانوالی	10
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات (قسط نمبر:8)	مولانا محمد ریاض انور/حافظ عتیق الرحمن	14
درود شریف پڑھنے کے چالیس فوائد	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	18
ماہ ذی الحجہ......واقعات و حادثات	ادارہ	20
شوہر کے بیوی پر حقوق......احادیث کی روشنی میں	مولانا عبدالصمد بالجوی	21
بچوں کے نام کیسے تجویز کریں؟	محمد عنصر عثمانی، کراچی	24

شخصیات

حضرت مولانا محمد عارف بہاول نگری رحمہ اللہ	مولانا محمد قاسم رحمانی	26

رد قادیانیت

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء......عشاق ختم نبوت کی جیت کا دن	جناب محمد سلیم شاہ	28
قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا تاریخی پس منظر	مولانا عزیز الرحمن ثانی	31
سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان	مولانا قاضی احسان احمد، کراچی	35
واذ کففت سے متعلق قادیانی سوال اور اس کا جواب	مولانا عبدالحکیم نعمانی	39
داتہ تحصیل و ضلع مانسہرہ میں مرزائیت آمد و اختتام کی تفصیل	سید شجاعت علی شاہ	44
سید عباس حسین گردیزی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	49

متفرقات

تبصرۂ کتب	مولانا محمد وسیم اسلم	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53
راجن پور میں قادیانی سماجی تنظیم کی ناکامی	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

۲۰۱۸ء کے الیکشن کی صدائے بازگشت!

۲۵ جولائی ۲۰۱۸ء کو پاکستان کے جنرل الیکشن ہوئے۔ سب سے زیادہ سیٹیں پاکستان تحریک انصاف نے حاصل کیں۔ دوسرے نمبر پر پاکستان مسلم لیگ (ن)، تیسرے نمبر پر پاکستان پیپلز پارٹی اور چوتھی پوزیشن بارہ قومی اسمبلی کی سیٹیں حاصل کر کے متحدہ مجلس عمل نے حاصل کی۔ مذہبی جماعتوں میں سے تحریک لبیک پاکستان، تحریک اللہ اکبر، متحدہ محاذ نظام مصطفیٰ، جمعیۃ علماء اسلام (س) سمیت کوئی بھی جماعت قومی یا صوبائی کی ایک بھی سیٹ حاصل نہ کر سکی۔ اہل سنت جماعت کے قائد محترم سمیت کوئی بھی ساتھی کامیاب نہ ہو سکے۔ سوائے ایک اکلوتے ممبر کے جو صوبائی سیٹ پر جھنگ سے کامیاب ہوئے۔

متحدہ مجلس عمل نے نتائج آتے ہی ان پر شدید خدشات کا اظہار کیا۔ ملک بھر سے پولنگ ایجنٹوں کو پولنگ اسٹیشنوں سے نکال دینے، رزلٹ فارم نمبر۴۵ نہ دینے کی اتنی شکایات تسلسل کے ساتھ موصول ہوئیں کہ انہیں جھٹلانا ناممکن ہوگیا۔ کچرا کے ڈھیروں سے کراچی میں ووٹ فارموں کے بنڈل ملے۔ کہیں سے پولنگ باکس بھی ملے۔ خود الیکشن کمیشن نے سسٹم خراب ہونے کا اعتراف کیا۔ جب پولنگ ایجنٹ پولنگ اسٹیشنوں سے نکالے گئے۔ رزلٹ فارم نمبر۴۵ نہ دیئے گئے۔ پورے ملک میں ہر جگہ یہ صورت حال تھی۔ ظاہر ہے کہ اس صورتحال پر انگلیاں اٹھنا، الیکشن کی شفافیت پر تحفظات کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔

ملک کی بڑی تین اپوزیشن پارٹیاں پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی،، متحدہ مجلس عمل سمیت عوامی نیشنل پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ، تحریک لبیک، پختون خواہ ملی عوامی پارٹی، بی۔این۔پی سب متفق اللسان ہیں کہ الیکشن کی شفافیت مشکوک ہے۔ نتائج چرائے گئے ہیں۔ نادیدہ قوتوں نے ایک پارٹی کو جتوانے کے جتن کیئے۔ یہ وہ الزامات ہیں جو گلی کوچوں میں دہرائے جا رہے ہیں۔ الیکشن کے اگلے روز متحدہ مجلس عمل کی دعوت پر اسلام آباد میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ کے علاوہ ملک بھر کی سیاسی جماعتوں کی قومی قیادت نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی زیر صدارت اجلاس میں شرکت کی اور انتخابی نتائج کو متفقہ طور پر مشکوک قرار دیا گیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اگلے دن اپنے اپنے اجلاس منعقد کیے۔ انتخابی نتائج کو مشکوک قرار دیا اور پارلیمنٹ ہاؤس میں اس پر شدید احتجاج کا فیصلہ کیا گیا۔

سابق وزیراعظم جناب سید یوسف رضا گیلانی، جناب سید خورشید شاہ اور جناب نصراللہ بابر سمیت بھاری بھرکم پیپلز پارٹی کے وفد نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے ملاقات کی اور انہیں تجویز دی کہ انتخابات کے نتائج مشکوک ہونے کے باوجود ہمیں اسمبلیوں میں حلف اٹھانا چاہئے۔ اس نظام جمہوریت کا حصہ بن کر متعلقہ فورم پر اس دھاندلی کے خلاف مؤثر آواز بلند کرنا چاہئے۔ آج ۳۰ر جولائی کو جماعت اسلامی بھی اپنی عاملہ کے اجلاس کے فیصلوں کا اعلان کرنے والی ہے اور آج شام پھر آل پارٹیز کانفرنس حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی زیرصدارت منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں سابقہ تمام جماعتوں کے سربراہوں کے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ کی قیادت بھی اے. پی. سی میں شرکت کرے گی۔

بظاہر یہی ہے کہ سوائے پاکستان تحریک انصاف کے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کا یہ متفقہ مؤقف ہے کہ الیکشن کے نتائج بدلے گئے ہیں۔ اس میں مداخلت ہوئی ہے۔ ایک مخصوص پارٹی کو جتوایا گیا ہے۔ حالات کے سکہ رائج الوقت کا ایک یہ رخ تھا۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ مرکز میں پاکستان تحریک انصاف کو حکومت بنانے کے لئے آزاد امیدواروں، چھوٹی جماعتوں کو ساتھ ملائے بغیر کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

پنجاب میں حکومت سازی کے لئے پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان تحریک انصاف دونوں سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ خیبر پختونخواہ میں پاکستان تحریک انصاف، سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور بلوچستان میں مخلوط حکومت بنائے بغیر چارہ نہیں رہا۔ الیکشن سے قبل ملک میں زبان خلق نقارہ خدا یہی تھا کہ معلق پارلیمنٹ الیکشن کے نتائج میں وجود پذیر ہوگی۔ اکثریتی پارٹی کو اقتدار ملے گا۔ لیکن بغیر اختیار کے۔ سندھ کے سابق وزیر داخلہ جناب منظور وسان نے تو خبر سنادی ہے کہ دو سال بعد نئے الیکشن ہوں گے۔ ایک تجویز یہ بھی زیرغور تھی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ مجلس عمل اور کچھ اور حضرات کو ملا کر مرکز میں حکومت بنائیں اور اس صورت میں وزیراعظم جناب آصف علی زرداری صاحب ہوں۔ لیکن زرداری صاحب کا فرمانا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کے کپتان کو میدان میں آنے کا موقعہ دیں۔ میدان بھی موجود، گھوڑا بھی موجود، شاہسوار بھی موجود۔ دوڑ لگے گی اور اس صورت میں ہم جلدی مطلوبہ نتائج حاصل کرلیں گے۔

مائنس تھری منصوبہ پر عمل بھی شروع ہے۔ جناب نواز شریف صاحب مائنس ہوگئے ہیں۔ اب شہباز شریف اور زرداری صاحب کی پیشیاں شروع ہوں گی۔ نتیجہ آنے والا وقت بتائے گا۔ اس وقت تک کی جو صورتحال ہے وہ قارئین کے سامنے عرض کردی ہے۔ ملک پر غیریقینی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ کیا پردۂ

غیب سے ظہور میں آئے گا۔ اس کے لئے انتظار کرنا ہوگا۔ تاہم یہ پچھن سراپا حیران کن ہیں۔ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی خیر فرمائیں۔ ہمارے نئے حکمران کپتان جناب عمران خان نے اپنے دھرنوں، الیکشن مہم اور الیکشن کے دن جس کلچر کو متعارف کرایا ہے۔ جس طرح مخلوط ڈانس، عریاں مناظر، اچھل کود، راگ وسرود کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور پھر جس طرح اس الیکشن میں مذہبی جماعتوں کے علیحدہ علیحدہ پلیٹ فارموں نے انہیں شکست سے دوچار کیا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ آئندہ پاکستان کو اسلامی بھی کہا جاسکے گا؟ خاکم بدھن ان خدشات کے ہوتے ہوئے تو آگے کچھ کہنا یا لکھنا بند کردینا چاہئے۔ چلو بس کرتے ہیں!

ماہنامہ لولاک کی قیمت میں ماہانہ پانچ روپے کا اضافہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد! اللہ رب العزت کا کرم ہے۔ اس وقت ماہنامہ لولاک ملتان پچیس سے چھبیس ہزار کی تعداد میں چھپ رہا ہے۔ اس کی اشاعت بہت سارے ہمارے حلقہ کے دینی جرائد کی نسبت زیادہ ہے۔ والحمدللہ تعالیٰ!

اس پر جتنا اللہ رب العزت کا ہم شکر ادا کریں کم ہے۔ ملتان سے اشاعت کے بائیسویں سال کا یہ آخری شمارہ ہے۔ یہ اعزاز قدرت کی طرف سے اسے حاصل ہے کہ اس بائیس سال کے عرصہ میں اس کے ایک شمارہ کا بھی ناغہ نہیں ہوا۔ الشکر والحمدللہ تعالیٰ!

اس کی عام قیمت اس وقت پندرہ روپے ہے اور ایجنسی ہولڈر حضرات کو ہم دس روپے کا مہیا کرتے ہیں۔ کاغذ، پرنٹنگ، بائنڈنگ، ڈاک ٹکٹ، لفافہ اور آمدورفت کے اخراجات اتنے ہوشربا حد تک بڑھ گئے ہیں کہ اس کا ماہانہ خسارہ پچاس ہزار سے بھی زیادہ ہوگیا ہے۔ عرصہ سے یہ خسارہ مجلس کے مرکزی تبلیغی فنڈ سے پورا کرتے آئے کہ چلو یہ بھی تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

قارئین کرام! آپ جانتے ہیں کہ پہلے عرصہ تک ہم نے اس کی سالانہ قیمت یک صد روپیہ رکھی تھی۔ کچھ عرصہ ہوا اس کی قیمت بڑھائی تھی اور اسے ایک سو اسی روپے کردیا تھا۔ اب ایک سو اسی روپے سالانہ کے حساب سے بھی کل اشاعت کا اضافی خسارہ پچاس ہزار روپیہ ماہانہ ہوگیا ہے۔ لہٰذا اس کے سوا چارہ کار نہیں رہا کہ آئندہ سال کے لئے اس کی سالانہ قیمت ایک سو اسی روپے کی بجائے دو سو چالیس روپے اور ایک رسالہ کی قیمت بجائے پندرہ روپے کے بیس روپیہ کردی جائے۔ یہ ماہانہ پانچ روپے کا اضافہ ہوگا جو اس دور میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ بیس روپے قیمت کرنے سے پھر بھی اکثر وبیشتر ہمارے حلقہ کے دینی جرائد کی نسبت اس کی قیمت کم ہی ہوگی اور اس کا قارئین پر زیادہ بوجھ بھی نہ ہوگا اور یوں خسارہ بھی کنٹرول

ہوجائے گا۔ دینی جریدہ ہونے کے ناتہ آپ اس اضافہ کو خوش دلی سے قبول فرمائیں گے۔ امید ہے کہ قلب ونظر کی وسعتوں سے اس فیصلہ کو پذیرائی بخشی جائے گی۔

مبلغین ورفقاء فکر سے درخواست ہے کہ اب وہ نئے سال محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۸ء سے وصولی بھی اس نسبت سے کریں۔ سالانہ قیمت ۲۴۰ روپے۔ فی پرچہ ۲۰ روپے۔ ایجنسی ہولڈر حضرات بھی اپنے رفقاء سے بیس روپے ماہانہ فی پرچہ کے حساب سے رقم وصول فرمائیں۔ جبکہ ہم ایجنسی ہولڈر حضرات کو محرم الحرام ۱۴۴۰ھ سے فی پرچہ پندرہ روپے کے حساب سے روانہ کریں گے۔

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

قارئین ومبلغین توجہ فرمائیں ...... ماہنامہ لولاک ملتان کی نئی جلد

جب سے لولاک کو ماہنامہ بنایا گیا ہے۔ اس کی جلد اسلامی تقویم کے مطابق محرم سے شروع ہوکر ذی الحجہ پر اختتام پذیر ہوتی تھی۔ اس اعتبار سے یہ شمارہ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ، ستمبر ۲۰۱۸ء کا ہے جو بائیسویں جلد کا آخری پرچہ ہے۔ لیکن اب سرکاری سطح پر حسابات آڈٹ کرانے کے باعث جلد کو جنوری سے شروع کر کے دسمبر پر ختم کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

اس لئے یہ جلد دسمبر ۲۰۱۸ء تک جائے گی اور اس کے شمارے بجائے بارہ کے پندرہ ہوں گے۔ گویا جلد بائیس محرم ۱۴۳۹ھ سے ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۷ء سے دسمبر ۲۰۱۸ء تک کے پندرہ شمارہ جات پر مشتمل ہوگی۔ جلد تیئیس ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق جنوری ۲۰۱۹ء سے شروع ہوکر دسمبر ۲۰۱۹ء پر ختم ہوگی۔

اس تفصیل سے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ جن دوستوں نے ذی الحجہ تک چندہ جمع کرایا ہے وہ ستمبر ۲۰۱۸ء پر ختم ہوجائے گا۔ اب اکتوبر ۲۰۱۸ء سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک پندرہ ماہ کا ان سے زرسالانہ وصول کرنا ہے۔ تاکہ حساب سیدھا رہے۔ ان پندرہ ماہ کی رقم فی شمارہ بیس روپے کے حساب سے تین صد روپے بنتی ہے۔ تین صد وصول فرمائیں تو دسمبر ۲۰۱۹ء تک کا زرسالانہ وصول ہوجائے گا۔

اس لئے نئے خریدار ہوں یا پرانے سب سے اس حساب سے رقم وصول کر کے ارسال فرمائیں اور یہ ایک ماہ میں وصولیاں ہوجائیں۔ اس ماہ (ذی الحجہ) سے سابقہ چندہ مکمل ختم ہوجائے گا۔ آئندہ کے لئے جن کا پرچہ بند کرنا ہوگا وہ اگلے ماہ سے عمل ہوجائے۔ ورنہ بلاوجہ دیر سے بند کرنے پر ادارہ پر بوجھ ہوگا۔ اگر سابقہ خریدار کچھ پرچہ بند کرتے ہیں تو آپ کوشش کر کے اتنے بلکہ اس سے زیادہ سالانہ خریدار مہیا کریں۔ تاکہ پرچہ کی تعداد اشاعت میں کمی نہ ہو۔ امید ہے کہ توجہ فرمائیں گے۔

عزیز الرحمٰن رحمانی (منیجر ماہنامہ لولاک)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فلسفہ قربانی

ڈاکٹر سرور اکبرآبادی

حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک عراق میں پیدا ہوئے۔ مگر جس قوم اور جس گھرانے میں آپ پیدا ہوئے وہ بت تراشوں اور بت پرستوں کا گھرانہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بت پرستی اور شرک سے شدید نفرت تھی۔ بادشاہ وقت نمرود نے بھی اپنا ایک سونے کا بہت بڑا بت بنوا کر ملک کے سب سے بڑے بت خانے میں رکھوادیا تھا کہ لوگ اس کی پرستش کریں اوراس سے مرادیں مانگیں۔ اس پر نذریں چڑھائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو منصب پیغمبری پر فائز ہونا تھا۔ لہٰذا آپ نے ہوش سنبھالتے ہی اس امر پر غور وفکر کرنا شروع کردیا کہ یہ سورج، یہ چاند، یہ ستارے جن کو یہ لوگ خدا مانتے ہیں۔ یہ تو خود ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے طلوع وغروب ہوتے ہیں اور یہ انسان جو خود ہی اپنے ہاتھوں سے بت تراشتے اور پھر انہی کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ بھلا کس طرح خدا کہلانے کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ میرا رب اور خدا تو وہی ہے جس نے ان سب چیزوں کو بنایا ہے اور تمام عالم کو پیدا کیا ہے جس کے ہاتھ میں موت وحیات ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔

اس غور وخوض کے بعد آپ نے عزم کرلیا کہ میں صرف اس خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کروں گا جو سب کا رب ہے۔ جو زمین وآسمان، عرش وفرش، انفس وآفاق کا مالک ہے اور صرف وہی ذات واحد لائق تعظیم وتکریم ہے۔ آپ نے علی الاعلان کہا کہ خدا کی خدائی میں جو کسی کو شریک وسہیم ٹھہراتا ہے۔ میں اس سے کوئی واسطہ ورابطہ نہ کروں گا۔ آپ کا مفہوم مبہم نہ تھا۔ آپ علیہ السلام نے صاف وسادہ الفاظ میں اپنا مفہوم واضح کردیا تھا جس کو سن کر بادشاہ بھی آپ کا دشمن جانی ہوگیا۔ اس نے بڑی رعونت وفرعونیت سے آپ علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے جانے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر مکمل ایمان وایقان تھا۔ لہٰذا جب آپ کو آگ میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو آپ پر گلزار بنادیا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت حد سے زیادہ بڑھی تو آپ نے وہاں سے مصر وشام اور حجاز مقدس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو عام کرنے کے لئے ہجرت فرمائی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند سے بھی نوازا۔ جن کا اسم گرامی آپ نے اسماعیل رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنی حیات مبارکہ میں بڑے بڑے مصائب ونوائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ کے لب پر سوائے کلمہ شکر کے کوئی بھی حرف شکایت نہ آیا۔ ان تمام آزمائشوں اور مصائب کے دوران ایک ایسی آزمائش کا وقت بھی آیا کہ اللہ

تعالیٰ نے اپنی سب سے پیارے شی قربان کرنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے خواب میں دیکھا آپ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہ حق میں قربان کررہے ہیں۔ آپ نے یہ خواب اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''ابا جان آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو بجالائیے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں پائیں گے۔''

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند جگر بند کو ذبح کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک دنبہ آ گیا اور وہ ذبح ہو گیا۔ یوں حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کہلائے۔ بارگاہ الٰہی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ قربانی قبول ہوئی اور آپ کے اس جذبہ صدق وصفا اور ایثار و وفا کی قدر کرتے ہوئے اس کو امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دیا گیا۔ تاکہ اس قربانی کی مثال تا قیام قیامت قائم ودائم رہے۔ اللہ اکبر!

مناسب حج میں ایک منسک قربانی بھی ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے ذبح عظیم کی ہی یادگار ہے جو حجاج کرام پر تو واجب ہے ہی مگر تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے بھی سنت ہے۔ یعنی وہ مسلمان جو آزادی مقیم اور صاحب نصاب ہیں۔ ان کے لئے قربانی لازمی قرار دی گئی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بجا آوری کرتے ہیں وہی صحیح معنی میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ایسے ہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک تو نہ قربانی کے جانور کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون۔ اللہ تعالیٰ تک صرف ہمارا تقویٰ اور پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اس پر تو ہمارے دلوں کے تزکیہ وطہارت اور خلوص ومحبت کا سب حال پوری طرح روشن ہے۔ وہ تو سب کچھ دیکھتا جانتا اور سنتا ہے۔ قربانی کے سلسلے میں یہاں یہ بتادینا بھی بے جانہ ہوگا کہ قربانی زمانہ قدیم سے ہر مذہب ہر قوم اور ہر ملک میں رائج رہی ہے۔ عبرانیوں میں یہ حصول فتح کفارہ گناہ اور عمارتوں کی بنیادیں رکھتے وقت کی جاتی تھی۔ یہودی بھی اپنے گناہوں کے کفارے کے لئے قربانی کیا کرتے تھے۔ روم میں قیدیوں یا غلاموں میں سے کسی کو قربان کردیا جاتا تھا۔ افریقہ میں کسی حسین شخص کی قربانی بہت اچھی سمجھی جاتی تھی۔ نصرانیوں سے یہودیوں کی دشمنی ضرب المثل ہے۔ نصرانیوں نے یہودیوں کی ضد میں اس رسم کو ترک کردیا تھا۔ لیکن عیسائی راہبوں کے منع کرنے کے باوجود بھی ان کے پیرو اور مقلد قربانیاں کرتے رہے۔ پھر اس کی جگہ جلب زر نے لے لی۔ یعنی قربانی کے جانوروں کی جگہ اس کی رقم لی جانے لگی۔ مشرکین عرب بھی اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر کے بتوں اور دیوتاؤں وغیرہ کے لئے قربانیاں کیا کرتے تھے اور اس کو بھینٹ کا نام دیتے تھے۔ بعض اقوام میں نہ صرف جانوروں کی قربانی جائز تھی بلکہ انسانوں کو بھی قربان کردیا جاتا تھا۔ زمانہ قدیم میں شوہر کی موت کے ساتھ اس کی بیوی کو بھی چتا میں ساتھ جلادیا جاتا تھا۔ جس کو ''ستی'' ہونا کہتے ہیں۔ یونان وہند میں تو اصنام پرستی عام تھی۔ وہاں کے لوگ

دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے بچوں اور بچیوں اور عام آدمیوں کی قربانی بھی جائز سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ رواج تو آج بھی جاری ہے۔ کچھ عرصے قبل ایک انگریزی اخبار میں ایک نیوز جو ٹائمز آف انڈیا کے حوالے تھی میں نے پڑھی۔ جس کے مطابق دوھیہ پردیش کے تین آدمیوں نے ایک دس سالہ لڑکی کو ذبح کرکے اس کا خون کھیتوں میں صرف اس لئے چھڑک دیا کہ اس سے دیوتا خوش ہوں گے۔ فصل خوب اچھی اگے گی اور وہ متمول اور مالدار ہو جائیں گے۔

عہد قدیم میں دریائے نیل کو بھی رواں کرنے کے لئے ہر سال حسین دوشیزہ کی قربانی دی جاتی تھی اور جب تک یہ قربانی پیش نہیں کی جاتی تھی دریائے نیل کا پانی گھٹتا ہی رہتا تھا۔ کھیتوں کی آبپاشی نہ ہو سکنے کے سبب فصلیں خشک ہو جایا کرتی تھیں۔ مگر حضرت فاروق اعظمؓ نے کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا تو وہاں کے گورنر نے یہ قربانی یا بھینٹ یکسر موقوف کردی۔ کیونکہ یہ اسلامی شرع کے خلاف تھی۔ جب حسین دوشیزہ کی قربانی نہیں دی گئی تو دریائے نیل کا پانی خشک ہونا شروع ہو گیا۔ کیونکہ دوشیزہ کی قربانی کا دستور صدیوں سے جاری تھا۔ اب دریا ایک حالت میں ٹھہر گیا جس سے لوگ بڑے پریشان وفکر مند ہوئے۔ لوگوں نے گورنر کو حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو تمام کیفیت تحریر فرمائی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک خط دریائے نیل کے نام لکھ کر ارسال کیا اور گورنر کو تاکید کی کہ یہ خط دریائے نیل میں ڈال دیا جائے۔ خط کا متن مندرجہ ذیل تھا: ”اللہ کے بعد عمر کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کے نام! اے نیل اگر تو پہلے رواں تھا اور اب رواں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے رواں کرنا چاہتا ہے تو ہم اپنے معبود برحق سے التجا کرتے ہیں وہ تجھے جاری کردے۔“

حضرت عمرؓ کا یہ رقعہ دریائے نیل میں ڈالا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اپنی گہرائی سے چوگنی چڑھائی پر بہنے لگا اور پھر مصر میں اس روز کے بعد سے آج تک خشک سالی کی نوبت نہیں آئی۔ شرک ومعصیت کی ایسی تمام رسمیں جو عہد ماضی کے یادگار کے طور پر رائج تھیں۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد یکسر حرف غلط کی طرح مٹ گئیں۔ صرف ایک اسلامی قربانی کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے راہ حق میں پیش کی تھی وہ آج ایک یادگار اسلامی قربانی کے طور پر ۱۰ تا ۱۲ ذی الحجہ کو کی جاتی ہے۔

خطبہ جمعہ شادن لنڈ

۲۹ رجون ۲۰۱۸ء خطبہ جمعہ، جامع مسجد مدنی شادن لنڈ میں۔ میزبان بھائی شہزاد حمید، قاری محمد بلال اور قاری شبیر۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا تھے۔ حضرت نے ایک گھنٹہ عقیدۂ ختم نبوت پر مدلل گفتگو فرمائی۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال نے خصوصی شرکت کی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

مولانا مہر محمد میانوالی

عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید فتح مکہ سے قبل حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیان کے ایام میں مشرف باسلام ہوئے۔ بعض نے ۸ ہجری بتایا ہے۔ آپ اپنے اسلام لانے کا خود واقعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام لانے کی غرض سے حضور ﷺ کی طرف روانہ ہوا تو خالد بن ولید سے ملاقات ہوئی۔ جب وہ فتح مکہ سے قبل مکہ سے مدینہ کو آرہے تھے، میں نے پوچھا اے ابوسلیمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے یہ آدمی سچے نبی ہیں۔ بخدا میں تو اسلام لانے جارہا ہوں۔ آخر کب تک منحرف رہوں گا۔ میں نے کہا بخدا میں بھی تو صرف اسلام لانے آیا ہوں۔ پس ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے خالد بن ولید نے اسلام قبول کر کے بیعت کی۔ پھر میں قریب ہوا اور اسلام قبول کر کے بیعت کی۔ عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ جب ہم اسلام لائے تو حضور ﷺ نے خالد بن ولید اور میرے برابر کسی کو نہ سمجھا جو بعد میں اسلام لائے۔

(مستدرک ج۳ ص۴۵۴)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت عثمانؓ بن طلحہ عبدری بھی قبول اسلام میں ان کے ہمراہ تھے اور حضور ﷺ نے حاضرین سے فرمایا تھا کہ: ”مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف بھیج دیئے ہیں۔“

حضور ﷺ نے آپ کو جیش سلاسل کا سپہ سالار بنایا تھا۔ آپ کے جھنڈے کے تحت حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور اکابر صحابہ بھی تھے۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا تھا۔ وصال نبوی کے وقت آپ بدستور حاکم تھے۔ شام کی فتوحات میں لشکر کے سپہ سالاروں میں سے ایک آپ بھی تھے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کی خلافت میں مصر فتح کیا اور گورنر رہے اور کچھ مدت حضرت عثمانؓ کی طرف سے بھی وہاں کے گورنر رہے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں پھر آپ مصر کے گورنر بنائے گئے۔ (تہذیب التہذیب ج۸ ص۵۷)

حضور ﷺ نے آپ کو قبائل عرب کی طرف نمائندہ بنا کر بھیجا تھا کہ اہل دیہات کو اسلام کی دعوت دیں۔ چونکہ آپ کی پھوپھی قبیلہ بلی میں تھیں۔ اس لئے حضور نے اس قبیلہ کی تالیف قلوب کے لئے بھی آپ کو بھیجا تھا۔ (اسد الغابہ ج۴ ص۱۱۶)

آپ نے حضور ﷺ اور حضرت عائشہؓ سے احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے آپ کے صاحبزادے عبداللہ اور آپ کے غلام ابوقیس کے علاوہ قیس بن ابی حازم، ابوعثمان مہدی علی بن رباح لخمی عبدالرحمن بن شماسہ، عروہ بن زبیر اور محمد بن کعب قرظی اور عمارۃ بن خزیمہ وغیرہ تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔

فضائل ومناقب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاص کے یہ دو بیٹے مومن ہیں۔ ہشام اور عمرو۔ (مستدرک حاکم ج۳ص۴۵۳)

یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی فضیلت میں یہ اہم حدیث ہے۔ کیونکہ صادق ومصدوق وترجمان وحی ﷺ کی آپ کے ایمان پر شہادت ہے اور اس سے کامل درجہ ہی مراد ہے۔ لہٰذا آپ کے ضعیف الایمان ہونے یا بدعہدی جیسے منافقانہ خصائل سرزد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ کپڑا اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے یا سوتے معلوم ہوتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللّٰھم اغفر لعمرو'' اے اللہ عمرو کو بخش دیجئے۔

تین مرتبہ یہ فرمایا صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ عمرو کون ہیں؟ فرمایا عمرو بن العاص جب میں اسے صدقہ کے لئے بلاتا تھا تو لے آتا تھا۔ (کنزالعمال ج۷ص۷۷)

صاحب کنزالعمال فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اور مستدرک حاکم ج۳ص۴۴۵ میں بھی یہ حدیث موجود ہے جس کے لفظ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمرو بن العاصؓ پر رحم فرمائے۔ تین مرتبہ فرمایا: صحابہ کے وجہ دعا پوچھنے پر فرمایا۔ وہ مجھے یاد آ گئے ہیں۔ جب لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دیتا تھا تو عمرو بن العاصؓ کافی مقدار میں صدقہ پیش کرتے تھے۔ میں پوچھتا اتنا مال تمہارے ہاں کہاں سے آیا تو کہتے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ عمرو سچ بولتے تھے واقعی عمرو مالدار تھے۔

زبیر (راوی حدیث) کہتے ہیں: ''جب فتنوں کا زمانہ آیا تو میں نے سوچا کہ میں اس شخص کی پیروی کروں گا جس کے بارے میں آپ نے ایسا فرمایا ہے۔ چنانچہ میں آپ کا متبع ہو کر آپ سے جدا نہیں ہوا۔''

حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ مگر شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔ حافظ ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ (مستدرک)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے تو فرمایا ابوعبداللہ (عمروؓ) اور ام عبداللہ کیا ہی بہترین گھرانے کے لوگ ہیں۔ (کنزالعمال ج۷ص۷۷)

حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمرو بن العاصؓ قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔ (ایضاً)

مجاہد شعبی ؒ سے اور وہ قبیصہ ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مدت تک حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں رہا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر عمدہ جچی تلی رائے والا، بہترین مصاحب اور ظاہر وباطن

میں یکسانیت والا کوئی آدمی نہیں پایا۔ مجاہد شعبی ﷫ سے روایت کرتے ہیں کہ عرب کے ہوشیار اور زیرک ترین انسان چار ہیں۔ حضرت معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن ابی سفیانؓ، معاویہؓ حلم وبردباری میں عمرو بن العاصؓ مشکل ترین مسائل حل کرنے میں مغیرہؓ بن شعبہ فی الفور عمدہ تدبیر پیش کرنے میں اور زیاد بن ابی سفیانؓ ہر چھوٹے بڑے معاملے کو حل کرنے میں۔ (تہذیب ج۸ص۵۷)

لیث بن سعد ﷫ مجاہد ﷫ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے سب غلام آزاد کر دیئے تھے۔ (طبقات بن سعد ج۴ص۶)

آپ عرب کے مشہور بہادروں اور پہلوانوں میں سے تھے اور صاحب تدبیر تھے۔ مصر میں عید الفطر کی رات ۴۳ھ وفات پائی۔ (اسد الغابہ ج۴ص۱۱۷)

خوف خداوندی

قرب وفات کے وقت حضرت عمروؓ بن العاص رونے لگے۔ صاحبزادے نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ کیا حضور ﷺ نے آپ کو یہ بشارت نہیں دی تھی؟ اور کیا یہ بشارت نہیں دی تھی؟ تو آپ نے اپنی زندگی کے تین ادوار بیان کئے۔ جب میں کافر تھا اہل نار میں سے تھا۔ مگر حضور ﷺ کی خدمت میں آکر اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ میرے پہلے سب گناہ معاف ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ قبول اسلام پہلے کے سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے تو حضور ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی ہستی محبوب نہ تھی اور میں نے متعدد اعمال صالحہ کئے۔ اگر میں اس وقت فوت ہو جاتا تو یقینی جنتی تھا۔ پھر ہمیں چند ایسے کاموں سے واسطہ پڑا جن کے بارے میں اپنے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میرا انجام کار کیا ہوگا۔ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے پاس کوئی بین کرنے والی نہ آئے اور نہ ہی آگ میرے قریب لانا۔ جب مجھے دفن کر چکو تو قبر پر مٹی کا کوہان بنا دینا۔ جب میری قبر سے فارغ ہو جاؤ تو اتنی مقدار میری قبر پر ٹھہرنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے مانوس ہوں گا تا کہ میں معلوم کروں کہ اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (طبقات بن سعد ج۴ص۶)

واضح رہے کہ آپ نے تیسرے دور (ایام فتن) کے متعلق اس خوف وخشیۃ کا اظہار کیا ہے۔ جو کمال تقویٰ کی دلیل ہے۔ ان سے دوچار ہونے والا ہر صحابی پر حذر رہتا تھا اور یہی کاملین کی شان ہے۔ جیسے حضرت علیؓ فرماتے ہیں ؂

ذنوبی بلائی فما حیلتی اذا کنت فی الحشر حما لھا

میرے گناہ مجھ پر مصیبت ہیں۔ جب حشر کے دن ان کو اٹھانا پڑے گا تو کیا تدبیر کروں گا۔ وفات

کے وقت آپ یہ کلمات بار بار دہراتے تھے:’’اللھم انک امرتنی فلم اء تمر وزجرتنی فلم انزجر (ووضع یدہ علی موضع الغل وقال) اللھم لا قوی فانتصر ولا بریٔ فاعتذر ولا مستکبر بل مستغفر لا الہ الا انت‘‘ (اسد الغابہ ج۴ ص۱۱۷)

’’اے اللہ تو نے مجھے حکم دیا میں نے کما حقہ اس پر عمل نہیں کیا تو نے مجھے ڈانٹا میں نے اس سے نصیحت حاصل نہیں کی۔ پھر اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اے اللہ! تیرے سوا کوئی طاقتور نہیں جس سے مدد چاہوں۔ تیرے سوا کوئی بے عیب نہیں کہ میں عذر بیان کروں۔ تیرے بغیر کوئی بڑائی والا بلکہ کوئی گناہ بخشنے والا نہیں، تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔

ترکہ ومیراث

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمروؓ بن العاص کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا میرے مال کو ماپو۔ جب وہ ماپا گیا تو ۵۲ مد نکلا تو فرمایا اسے کون لے گا۔ کاش یہ مینگنیاں ہوتا۔ مد میں ۱۱۲ اوقیہ ہوتے ہیں۔ (مستدرک ج۳ ص۴۵۳)

اوقیہ نصف رطل کا چھٹا حصہ ہے جو چوتھائی چھٹانک ہوتا ہے۔ (منجد اردو ص۸۵)

تو یہ کل وزن ۹ سیر، ۱۰ چھٹانک ہوا۔ اگر اس وزن سے مراد چاندی بھی ہو تو اس کی قیمت اس زمانہ کے مطابق چند سو درا ہم ہی ہوگی۔ یہ اس شخص کا ترکہ ہے جو عمر بھر مختلف صوبوں کا حاکم اور گورنر رہا۔ اس قلیل ترکہ سے آپ کے زہد وتقویٰ کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ورنہ اگر عام دنیادار قسم کے انسان ہوتے۔ جیسے مخالفین صحابہ کا خیال ہے تو ان کو بہت بڑا سرمایہ دار ہونا چاہئے تھا۔

مولانا عبدالحکیم نعمانی کا دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالحکیم نعمانی نے گزشتہ دنوں ضلع ساہیوال اور ضلع پاکپتن کا تنظیمی ودعوتی دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے جامع مسجد رابعہ، جامع مسجد الحبیب اور مینا والی مسجد سرکی بازار میں عوامی اجتماعات سے خطاب کیا۔ کارکنان ختم نبوت کے تعاون اور باہمی مشاورت سے مختلف جگہوں پر رد قادیانیت پر مشتمل لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ بعد ازاں مولانا عبدالحکیم نعمانی ملکہ ہانس تشریف لے گئے۔ وہاں سے احباب کی معیت میں قادیانیت زدہ علاقہ چک ہردول کا دورہ کیا۔ مولانا محمد عابد سے ملاقات ہوئی اور وہاں پر تحفظ ختم نبوت کے کام میں اضافہ کرنے پر اتفاق رائے ہوا۔ اس طرح پاکپتن شہر میں جامعہ حنفیہ فریدیہ سمیت متفقہ مقامات پر دروس ختم نبوت کی تقریبات میں شرکت وخطاب کر کے عارف والا کے تبلیغی دورہ پر عازم سفر ہوئے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات

قسط نمبر:8 تحقیق: مولانا محمد ریاض انور گجراتی، تلخیص: حافظ عتیق الرحمٰن

حضرت امام حسنؓ کی عبادت وریاضت

سیدنا امام حسنؓ انتہائی عابدوزاہد، شب زندہ دار شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اپنے رب کائنات کے حضور نہایت ہی انکساری وتواضع کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوتے۔ انہوں نے اپنے لئے نیکیوں کے خزانے جوکہ پہاڑوں سے بھی وزن میں زیادہ ہوں جمع کئے تھے۔ ان کی عبادت وریاضت کے تمام واقعات کو احاطہ تحریر میں لانا ازحد مشکل ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی پاکیزہ اور مبارک زندگی میں اتنی زیادہ عبادت وتقویٰ اختیار کر کے اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا کہ وہ انسان کے ذہن میں بھی مکمل نہیں آسکتی۔ تاہم بطور نمونے کے اختصار کے ساتھ چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

انہوں نے کتنے حج کیے؟

حج کرنا کتنی بڑی سعادت وفضیلت کی بات ہے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ہی عطاء فرماتے ہیں۔ کئی ایسے بھی خوش قسمت ہوتے ہیں کہ انہیں بار بار وہاں کا بلاوا آجاتا ہے۔ سیدنا حضرت حسنؓ کو بھی حج بیت اللہ کا بہت زیادہ شوق تھا۔ چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے بیت اللہ شریف کا پچیس مرتبہ حج کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے: ''حضرت امام حسنؓ نے پچیس حج پیدل کئے اور اونٹنیاں آپ کے سامنے کھینچ کر لائی جاتی۔'' (الصواعق المحرقۃ عربی ص۱۳۹)

حضرت امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں سیدنا امام حسنؓ کا ایک قول پیدل حج کرنے کے سلسلے میں نقل کیا ہے کہ: ''امام حسن بن علیؓ نے فرمایا: مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے۔ میں اپنے رب کی ملاقات کے لئے اس کے گھر (بیت اللہ) کی طرف پیدل چل کر نہ جاؤں۔'' (الصواعق المحرقۃ عربی ص۱۳۹)

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے جناب حسنین کریمینؓ کو دیکھا کہ ان دونوں نے (خانہ کعبہ) میں عصر کی نماز امام صاحب کے ساتھ پڑھنے کے بعد حجر اسود پر تشریف لائے۔ اس کو بوسہ دینے کے بعد انہوں نے خانہ کعبہ اور تمام متعلقہ مقامات کا بوسہ دیا اور اس کے بعد انہوں نے دو رکعت نفل ادا کی اور جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ بتولؓ کے بیٹے ہیں تو انہوں نے عقیدت

واحترام اور اشتیاق کی وجہ سے ہجوم کر دیا اور ان حضرات کو اس طرح حلقہ (گھیرے) میں لے لیا کہ راستہ رک گیا اور آگے چلنے وگزرنے کی گنجائش نہ رہی۔ ان حضرات (حسنین کریمینؓ) کے ساتھ رکانات میں سے ایک شخص تھا جس نے لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور ان شہزادوں کو ہجوم سے نکالا۔‘‘

رنگ زرد ہو جاتا تھا

جب سیدنا امام حسنؓ بارگاہ ایزدی میں نماز کے لئے تیاری فرماتے تو آپ کے وضوء کے بارے میں کیا ہی کہنا اکثر روایات میں آتا ہے کہ جب یہ سیدنا علیؓ کے فرزند اکبر جناب سیدنا امام حسنؓ وضو فرماتے تو ان کے جسم اقدس کا ایک ایک حصہ تھر تھر کانپنے لگتا اور ان کے چہرے مبارک کی رنگ زردی میں تبدیل ہو جاتی۔ جب کسی نے وضو فرماتے وقت آپ کے تغیر لون کی وجہ پوچھی تو سیدنا امام حسنؓ نے اس سائل کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ جو کوئی رب العزت کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے اس پر لازم ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اس کے عضو عضو کو کانپنا چاہئے۔ (شہادت نواسہ سید الابرار ص ۴۲۶)

مسجد کے دروازے پر

سیدنا امام حسنؓ جب وضو کی تیاری فرماتے تو ان کے چہرے مبارک کی رنگت میں تبدیلی آ جاتی۔ یعنی زرد و پیلا ہو جاتا تو ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبار بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر وضو کر کے مسجد تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھتے: ’’یا اللہ! تیرا بندہ حاضر ہے۔ اے احسان کرنے والے اور بھلائی کا برتاؤ کرنے والے یہ بد اعمال تیرے پاس حاضر ہے۔ تو نے ہم لوگوں کو یہ فرمایا ہے۔ اچھے لوگ برے لوگوں سے درگزر کریں۔ تو اچھائی والا ہے اور میں سیاہ اعمال والا ہوں۔ اے کریم! میری برائیوں سے ان خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے درگزر کر۔ حضرت حسنؓ یہ پاکیزہ کلمات ادا فرمانے کے بعد پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔‘‘ (حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے سو قصے ص ۲۷، ۲۸)

سورۂ کہف کی تلاوت

سیدنا امام حسنؓ کو رات بھر عبادت کرنے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ کیونکہ ان کی مبارک نگاہوں کے رسول اللہ ﷺ کی رات کی تاریکیوں میں تنہائی میں ہونے والی عبادت ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مبارک سجود سے کس طرح رات کی تاریکیوں کو مزین فرماتے تھے۔ ان کی نظروں کے سامنے ان کی مقدسہ و مطہرہ ماں سیدہ بتول خاتون جنتؓ کی زندگی مبارک کا مکمل نقشہ موجود تھا کہ وہ ساری ساری رات مصلی پر بیٹھ کر اس کو اپنے مقدس آنسوؤں سے تر کر دیتی تھیں۔ سردیوں کی طویل رات کو ایک سجدہ

میں ہی مکمل کر دیتی تھیں۔ رات کو نماز ادا کرنے کے بعد چکی پیستے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو جاتی تھیں۔ ان کی نگاہوں کے سامنے خلفائے راشدینؓ کی راتوں کے نقوش موجود تھے کہ وہ جنتی خلفاء کس طرح اپنے رب کے حضور عبادت میں لطف اندوز ہوتے تھے۔ نبوت کے گھرانے میں تربیت و پرورش پانے والے امام جن کے گھر کے در و دیوار آسمانی وحی یعنی قرآن پاک کی خوشبو سے ہر دم معطر رہتے تھے۔ سیدنا امام حسنؓ رات کا اکثر حصہ عبادت میں بسر کرتے اور رات کو سورۂ کہف کی تلاوت فرما کر اس کے انوارات و برکات کو بڑی دل جمعی کے ساتھ اکٹھے کرنے میں رغبت و شوق رکھتے تھے۔ سیدنا امام حسنؓ کی شب بیداری بھی کسی سے مخفی نہیں تھی۔ ان دونوں جنتی شہزادوں کو رات کی شب بیداری کا معمول تھا۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۲ میں حضرت طلحہؓ کی بیٹی حضرت ام اسحٰق کے حوالے سے درج ہے۔

''سیدنا امام حسنؓ رات کے ابتدائی حصے میں نماز میں مصروف رہتے تھے اور رات کا جب دوسرا حصہ شروع ہوتا تو سیدنا امام حسینؓ نماز میں مصروف ہو جاتے۔'' (فوائد نافعہ ج ۲ ص ۱۳۱)

مدینہ طیبہ میں سیدزادے کا معمول

مدینہ طیبہ میں سیدنا امام حسنؓ کے یومیہ معمولات کے بارے میں کچھ اس طرح نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائی: ''سیدنا امام حسنؓ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک اپنی جائے نماز میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ پھر آپ کے پاس قوم کے اشراف لوگ آ کر مجلس میں بیٹھتے اور آپ کی خدمت میں دینی و علمی گفتگو کرتے۔ اس طرح یہ مجلس قائم و جاری رہتی۔ یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جاتا تو چاشت کے نوافل ادا فرماتے۔ پھر سیدنا امام حسنؓ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد امہات المومنینؓ کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو جا کر سلام پیش کرتے اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ ازواج مطہرات امہات المومنین انہیں ہدیہ کے طور پر کوئی چیز عنایت فرماتیں تو وہ اسے خوشی سے قبول فرما لیتے۔ بعد ازاں جناب عالی مقام اپنے گھر تشریف لے جاتے۔'' (فوائد نافعہ ج ۲ ص ۱۲۸)

تلاوت قرآن پاک اور فرزند علیؓ

سیدنا امام حسنؓ کو قرآن پاک کی تلاوت سے انتہائی زیادہ شغف رکھتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت والی کتاب دیکھتے تو انہیں زیادہ مسرت و فرحت ملتی۔ شاید دنیا کی کسی نعمت سے وہ خوشی انہیں حاصل نہ ہوتی جتنی کے تلاوت قرآن کریم کی وجہ سے۔ خوشی کیوں نہ ہو۔ جس گلشن میں انہوں نے پرورش پائی۔ اس گلشن میں قرآن پاک کے پھولوں اور کلیوں کی خوشبو نے انہیں ہر وقت مدنظر رکھا۔ ان کے سامنے صاحب قرآن ﷺ کی پرسوز آواز مبارک سے نکلنے والی تلاوت کی نورانی حلاوت موجود ہوتی تھی۔ انہوں نے ان

گنت مرتبہ خود مشاہدہ کیا کہ ان کی جنتی والدہ سیدہ بتولؓ چکی چلانے کے دوران بھی اپنے مصلے پر ساری ساری رات قرآن پاک میں بسر کی۔ ان کے سامنے ان کے عظیم باپ شیر خدا سیدنا امام علیؓ نے تو اپنی زبان کو تلاوت قران کے لئے وقف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے میدان کار میں تلواروں اور نیزوں کی بارش میں بھی مخالفین اسلام کے سامنے تلاوت قرآن کو الوداع نہیں کیا۔ کفر کے پوپ پنڈتوں کی ناپاک گردنیں ان کے ملعون جسموں سے علیحدہ علیحدہ ہو رہی ہیں۔ مگر جناب حسنؓ کے والد نے تلاوت قران کو اس وقت بھی اپنی زبان پر اس ورد کو جاری رکھا۔ ابو طالب کے بہادر شیر بیٹے علی کے نیزوں نے مخالفین اسلام کے پلید وجودوں کو چھلنی کر کے رکھ چھوڑا۔ علی کی چمکتی ہوئی تلواروں نے اسلام کے ابدی دشمنوں کے جسموں کو تڑپا کہ رکھ دیا۔ مگر سیدنا امام علیؓ کی زبان اس وقت بھی تلاوت قرآن میں مشغول و مصروف رہی۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی حیات مبارکہ کی آخری فجر کی نماز میں قرآن پاک پڑھنے اور سنانے کے لئے کوفے کی جامع مسجد میں تشریف لا رہے تھے کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی معلون جہنمی کتے نے ان پر حملہ کر دیا۔ علی نے بچپن سے لے کر زندگی مبارک کے آخری سانس تک تلاوت قرآن پاک سے اپنا تعلق مضبوط بنائے رکھا۔ تو اتنی عظیم نسبتوں سے تعلق رکھنے والے امام بھلا قرآن پاک کی تلاوت سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کس طرح پیچھے رہ سکتے تھے۔

چنانچہ ہم ان کے قرآن پاک کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعات میں سے صرف ایک مختصر سا واقعہ تحریر کرنا سعادت سمجھتے ہوئے رقم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ سیدنا امام حسنؓ جب قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے تو جہاں ''یاایھا الذین آمنوا'' جیسے ایمان افروز جملے پڑھتے تو لبیک لبیک کہتے اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ ان کی تلاوت کرتے وقت یہ کیفیت ہوتی تھی کہ ہر ایک آیت کو نہایت غور و تدبر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جب جنت و دوزخ کا تذکرہ پڑھتے تو بے اختیار ہو کر تڑپنے لگتے اور موت کے بعد کے احوال پڑھتے تو بے شمار روتے رہتے تھے۔ (شہادت نواسہ سید الابرار ﷺ ص ۳۲۱)

قارئین کرام! جناب امام حسنؓ کا ایک مختصر سا واقعہ عشق قرآن کے بارے میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ یہ گلشن اہل بیتؓ کا مکمل گھرانہ ہی قرآن پاک کی محبت میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ شہید کربلا سیدنا امام حسینؓ نے کربلا کے ریگ زاروں میں اس قرآن حکیم کی تلاوت کو جاری رکھا اور ان کی مظلوم شہزادیوں کے خیموں میں بھی تلاوت قرآن جاری رہی۔ اس مشکل وقت میں انہوں نے جزع فزع آہ و بکا، بے صبری کرنے کی بجائے اپنی اپنی زبانوں کو تلاوت قرآن میں مصروف رکھا۔ لہٰذا آج جو بھی اس جنتی گھرانے یعنی اہل بیتؓ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرے۔ اسے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ کہیں اس کی زبان قرآن کی تلاوت سے محروم تو نہیں۔ اگر اس کی محبت کی زبان قرآنی زیور یعنی تلاوت مقدس سے خالی ہے تو وہ بدنصیب پھر اپنے دعوئی میں مخلص اور سچا نہیں سمجھا جائے گا۔ جاری ہے!!

درود شریف پڑھنے کے چالیس فوائد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱...... درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل ہوتا ہے۔
۲...... نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت ہے۔
۳...... فرشتوں کے درود شریف پڑھنے سے موافقت ہوتی ہے۔
۴...... ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
۵...... ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس درجات بلند ہوتے ہیں۔
۶...... اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
۷...... اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
۸...... دعا سے پہلے درود پاک پڑھنے سے دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔
۹...... اذان کے بعد کی دعا کے ساتھ درود شریف پڑھا جائے تو قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔
۱۰...... یہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔
۱۱...... انسان کی ضروریات پورے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کفیل بن جاتے ہیں۔
۱۲...... قیامت کے دن سرور دو عالم ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے۔
۱۳...... تنگ دست آدمی کے لئے صدقہ کے قائم مقام بن جاتا ہے۔
۱۴...... ضرورتوں کے پورا کرنے کا سبب ہے۔
۱۵...... درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی طرف سے رحمت کی دعا ہوتی ہے۔
۱۶...... درود بھیجنے والے کی طہارت اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔
۱۷...... موت سے پہلے جنت کی بشارت کا ذریعہ ہے۔
۱۸...... قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
۱۹...... درود و سلام پڑھنے والے کو رسول اللہ ﷺ جواب دیتے ہیں۔ اس طرح درود شریف آپ ﷺ کے جواب کا ذریعہ ہے۔
۲۰...... ایسی مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے متعفن اور بدبودار ہو جاتی ہے۔ درود شریف پڑھنے سے اس تعفن اور بدبو سے نجات ملتی ہے۔

۲۱...... درود شریف پڑھنا مجلس کے اچھے ہونے کا ذریعہ ہے اور قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والوں کو حسرت اور ندامت نہ ہوگی۔

۲۲...... درود شریف پڑھنے سے فقر و فاقہ اور محتاجی سے چھٹکارا ملتا ہے۔

۲۳...... رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے سے آدمی بخیل کہلانے سے بچ جاتا ہے۔

۲۴...... رسول اللہ ﷺ کا نام آنے سے درود شریف نہ پڑھنے کی آدمی وعید سے بچ جاتا ہے۔

۲۵...... درود پاک پڑھنے والا جنت کا راستہ پالیتا ہے اور نہ پڑھنے والا جنت کے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔

۲۶...... وہ مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی پاک ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے وہ مجلس متعفن ہوجاتی ہے۔ درود پڑھنے سے مجلس تعفن سے بچ جاتی ہے۔

۲۷...... جس کلام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود پاک سے نہ ہو وہ کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔

۲۸...... پل صراط پر سے گزرنے کے لئے درود شریف نور کا کام دے گا جس سے گزرنا آسان ہوگا۔

۲۹...... درود شریف پڑھنے والا دل کی سختی سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۰...... اللہ تعالیٰ آسمان وزمین والوں میں سے درود شریف پڑھنے والے پر اپنی رحمت حسنہ نازل فرماتے ہیں۔

۳۱...... درود شریف پڑھنے والے کی شخصیت، اس کے عمل، اس کی عمر اور کام کاج میں برکت ہوتی ہے۔

۳۲...... درود شریف پڑھنے والے پر اللہ پاک کی رحمت متوجہ رہتی ہے۔

۳۳...... درود شریف پڑھنا نبی کریم ﷺ سے دوام محبت اور اس کے بڑھنے کا ذریعہ ہے۔

۳۴...... نبی کریم ﷺ کی درود شریف پڑھنے والے سے محبت کا ذریعہ ہے۔

۳۵...... بندے کی ہدایت اور دل کی زندگی کا ذریعہ ہے۔

۳۶...... اس کے ذریعہ پڑھنے والے کا نام اور تذکرہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کیا جاتا ہے۔

۳۷...... پل صراط پر ثابت قدمی اور کامیابی سے گزرنے کا ذریعہ ہے۔

۳۸...... درود شریف پڑھنے والا بہت تھوڑا ہی سہی مگر حضور ﷺ کا حق ادا کرنے اور حضور ﷺ کی وجہ سے جو احسانات اللہ پاک نے ہم مسلمانوں پر کئے ہیں ان کا شکر ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۳۹...... اس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر، شکر ادا ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے حضور ﷺ کو بھیج کر جو احسان ہم پر فرمایا ہے، پڑھنے والے کو اس کا احساس ہوتا ہے۔

۴۰...... بندہ کا درود شریف پڑھنا درحقیقت اپنے رب سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے حبیب و خلیل کی تعریف و توصیف فرما۔ (یہ مضمون مولانا محمد الیاس گھمن کی کتاب ''صلوٰۃ والسلام'' سے ملخص کیا گیا ہے۔)

ماہ ذی الحجہ ...... واقعات وحادثات

ادارہ

ماہ ذی الحجہ اسلامی سال کا بارھواں قمری مہینہ ہے۔اس ''ح'' کو مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔مگر ''ج'' بہر صورت مشدد ہے۔علاوہ ازیں یہ مذکر ہے۔اس کے لغوی معنی ''ح'' کے مفتوح ہونے کی صورت میں حج والے مہینہ کے ہیں اور ''ح'' کے مکسور ہونے کی صورت میں اس کی آخری ''ۃ'' ہائے وحدت کہلاتی ہے۔یعنی ایک حج والا۔قرآن مجید میں اس مہینہ کے پہلے عشرہ کو افضل ترین عشرہ قرار دیا گیا ہے۔اسی مہینہ کی ۹ رتاریخ کو عرفہ اور دس تاریخ کو عیدالاضحیٰ ہوتی ہے۔علماء کرام نے لکھا ہے کہ جس نے افضل ترین دن میں روزہ رکھنے کی منت مانی ہوا سے عرفہ کے دن روزہ رکھ کر اپنی منت پوری کرنا چاہئے۔یادرہے کہ ۹رذی الحجہ ہی کو ہمیشہ حج اکبر ہوتا ہے۔جبکہ ہر عمرہ حج اصغر کہلاتا ہے۔البتہ جمعہ کے حج کو حج اکبر کہنے کی اصطلاح بلاشبہ غلط ہے۔اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ عیدالاضحیٰ اور حج دو علیحدہ علیحدہ عبادتیں ہیں۔اگر وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں تو نہ حاجیوں پر عید لازم ہے اور نہ عید پڑھنے والوں پر حج:

نمبر شمار	واقعات وحادثات	سن ہجری	سن عیسوی
۱	پہلی عیدالاضحیٰ	۱۰ ذی الحجہ ۲ھ	۳ جون ۶۲۴ء
۲	نکاح ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ	۱۰ ذی الحجہ ۶ھ	مئی ۶۲۸ء
۳	حجۃ الوداع کے لئے مکہ معظمہ میں داخلہ	۴ ذی الحجہ ۱۰ھ	یکم مارچ ۶۳۲ء
۴	وفات حضرت ابوالعاص امویؓ داماد رسولؐ	۴ ذی الحجہ ۱۲ھ	فروری ۶۳۴ء
۵	حضرت فاروق اعظمؓ پر قاتلانہ حملہ	۴ ذی الحجہ ۲۳ھ	اکتوبر ۶۴۴ء
۶	شہادت حضرت عثمان ذوالنورینؓ	۲۷ ذی الحجہ ۳۵ھ	مئی ۶۵۶ء
۷	وفات حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	۲۷ ذی الحجہ ۴۴ھ	فروری ۶۶۵ء
۸	وفات حضرت جریر ابن عبداللہ الجلیلؓ	۲۷ ذی الحجہ ۵۱ھ	دسمبر ۶۷۱ء
۹	وفات حضرت عبداللہ بن انیسؓ	۲۷ ذی الحجہ ۵۴ھ	نومبر ۶۷۴ء
۱۰	وفات حضرت عبداللہ بن عباسؓ	یکم ذی الحجہ ۶۸ھ	جون ۶۸۸ء
۱۱	وفات علامہ شبلی نعمانی ؒ	یکم ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ	اکتوبر ۱۹۱۴ء
۱۲	وفات مفتی محمد حسن ؒ جامعہ اشرفیہ لاہور	یکم ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ	جون ۱۹۶۱ء
۱۳	وفات مولانا محمد یوسف کاندھلوی ؒ	یکم ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ	اپریل ۱۹۶۵ء
۱۴	وفات مولانا مفتی محمود ؒ قائد نظام مصطفیٰ	۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ	۱۴راکتوبر ۱۹۸۰ء

شوہر کے بیوی پر حقوق ...... احادیث کی روشنی میں

پہلا حصہ

مولانا عبدالصمد ہالیجوی

۱...... حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضورﷺ کے پاس اپنی بیٹی کو لے کر آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولﷺ! یہ میری بیٹی شادی کرنے سے انکار کرتی ہے۔ آپﷺ اس کو سمجھائیں۔ آپﷺ نے فرمایا۔ اے بیٹی! اپنے والد کی بات مان لو۔ بچی نے کہا نہیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسولﷺ اس وقت تک میں اپنے باپ کی اس حوالے سے بات نہیں مانوں گی۔ جب تک آپﷺ یہ نہ بتائیں کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ وہ لڑکی اپنی بات دہراتی رہی۔ آپﷺ نے فرمایا کہ شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اگر شوہر کو پھوڑا نکل آئے اور بیوی اس کو صاف کرتی رہے یا آپﷺ نے یہ فرمایا اس کے ناک سے پیپ یا خون نکل آئے اور بیوی اس کو صاف کرتی رہے تو بھی اس نے شوہر کا حق ادا نہیں کیا۔ یہ سن کر اس بچی نے کہا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ لڑکیوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر نہ کیا کرو۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ص۳۳۰)

۲...... حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضورﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسولﷺ! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: اگر شوہر اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بیوی کو بلائے اور وہ اونٹ کے پالان پر بیٹھی ہو تو وہ آنے سے انکار نہ کرے۔ اس عورت نے پھر سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول! شوہر کا حق بیوی پر کیا ہے؟ آپﷺ نے فرمایا کہ شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ، خیرات نہ کرے۔ اگر کیا تو شوہر کو ثواب ملے گا۔ لیکن بیوی گناہ گار ہوگی۔ اس عورت نے تیسری بار پھر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپﷺ نے فرمایا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر اجازت کے بغیر نکلی اس پر رحمت کے فرشتے اور غضب کے فرشتے اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے یا واپس نہ آجائے۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ ظالم ہو؟ آپﷺ نے فرمایا: اگرچہ ظالم ہو، اس پر عورت نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں کسی مرد کو اپنا مالک (زوج) نہیں بناؤں گی۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ص۳۳۲)

۳...... حضرت ابوظبیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاذ بن جبلؓ یمن سے واپس آئے تو حضورﷺ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو ایک دوسرے کو سجدے کرتے ہیں۔ کیا ہم آپ

کوسجدہ نہ کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرے۔ اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم کرتا تو پھر میں عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔ (ترمذی ج۱ ص۲۱۹، مشکوٰۃ ج۲ ص۲۸۱)

۴...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کردے اور شوہر نے ساری رات ناراض ہوکر گزاری تو صبح تک اللہ کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ ص۳۲۵، مسلم ج۱ ص۴۶۴)

۵...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو یہ حکم کرے۔ سرخ پہاڑ، کالے پہاڑ جبل کی طرف منتقل کرے اور کالا پہاڑ سرخ پہاڑ کی طرف منتقل کرے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ شوہر کے اسی حکم کو بجالائے۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ ص۳۲۵)

۶...... حضرت طلق بن علی سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جب شوہر بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے اس کو چاہئے کہ وہ آئے۔ اگرچہ تندور پر روٹیاں پکا رہی ہو۔

(ابن ابی شیبہ ج۹ ص۳۲۶، الترمذی ج۱ ص۲۱۹، المعجم الکبیر ج۶ ص۱۰۷)

۷...... یحییٰ بن جعدہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان کو اسلام کے بعد سب سے بہترین فائدہ بخش چیز یہ ہے کہ اس کو خوبصورت بیوی مل جائے۔ جب اس کو دیکھے تو خوش ہو اور جب حکم کرے وہ اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر کہیں باہر چلا جائے تو وہ عورت اس کے پیچھے اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ ص۳۲۷، المعجم الکبیر ج۵ ص۲۶۱)

۸...... حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ عورت اللہ کا حق ادا نہیں کرسکتی ہے۔ جب تک شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ (المعجم الکبیر ج۳ ص۶۵۴، کنزالعمال ج۱۶ ص۱۷۱)

۹...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے عورت سے نماز کا سوال کیا جائے گا۔ اس کے بعد شوہر کے حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (کنزالعمال ج۱۶ ص۱۶۰)

۱۰...... حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک عورت شوہر کا حق ادا نہ کرے گی ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتی۔ (المعجم الکبیر ج۲ ص۲۲۷)

۱۱...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسوقات پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ عرض کی گئی مسوقات کون ہیں؟ فرمایا: وہ عورت ہے جس کو اس کا خاوند بستر کی طرف بلائے اور وہ یہ کہے ہاں تھوڑی دیر کے بعد آتی ہوں۔ عورت تھوڑی تھوڑی دیر کرتی رہے اور شوہر کو نیند آجائے۔

(المعجم الکبیر ج۹ ص۶۰۷)

۱۲...... حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخساروں پر دھواں لگا ہوا ہے اور اپنے بچہ کے لئے نرم اور اپنے شوہر کی اطاعت کرنے والی اور اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی جنت میں ایسے ہوں گے آپ ﷺ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (المعجم الکبیر ج۵ ص۶۳۴)

۱۳...... حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان قریشی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت رقیہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت رقیہؓ حضرت عثمانؓ کا سر دھو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بیٹی! ابوعبداللہ (حضرت عثمان) سے اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ یہ میرے صحابہ میں میرے اخلاق کے زیادہ مشابہ ہیں۔'' (المعجم الکبیر ج۱ ص۱۲۱)

۱۴...... حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورتیں بچوں کو اٹھانے والیاں (پیٹ میں) دودھ پلانے والیاں، اپنی اولاد پر بہت رحم دل ہوتی ہیں۔ اگر یہ اپنے شوہروں کے لئے ایسا نہ کریں (یعنی نافرمانی نہ کریں) جو وہ کرتی ہیں تو ان کی نماز والی جگہیں بھی جنت میں داخل ہو جائیں۔ (المعجم الصغیر ص۹۷۹)

۱۵...... حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں وفات پا جائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ ص۳۲۱، ترمذی ج۲ ص۲۱۹)

۱۶...... حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن مجرۃ سے سنا وہ ذکر کیا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو ان کی قوم نے نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے انکار کر دیا۔ بہر حال پھر انہوں نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم سب مجھ سے راضی ہو۔ سب نے کہا: جی ہاں! اس پر حضرت سلمان فارسیؓ نے الحمدللہ! کہا اور پھر فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) وہ عورت جو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے۔ (۲) بھگوڑا غلام۔ (۳) وہ آدمی جو کسی کی امامت کراتا ہے اور وہ اس سے ناراض ہیں۔ (ابن ابی شیبہ ج۹ ص۳۲۶)

۱۷...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ج۲ ص۲۸۱)

۱۸...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین اشخاص کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ہی اوپر کوئی ان کی نیکی جاتی ہے۔ (۱) بھگوڑا غلام۔ جب تک اپنے آقا کے پاس واپس آ جائے اور اپنا ہاتھ ان کے حوالے کرے۔ (۲) وہ عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو۔ (۳) نشہ پینے والا جب تک ہوش نہ آئے۔ (مشکوٰۃ ج۲ ص۲۸۳)

جاری ہے!!!

بچوں کے نام کیسے تجویز کریں؟

محمد عنصر عثمانی کراچی

اسلام دین فطرت ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام افعال واعمال اور اقوال واحوال پر محیط ہے۔ اور انسانی عظمت کا نقیب ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی صالحانہ رہنمائی موجود ہے۔ نومولود بچوں کے اچھے معنی دار نام تجویز کرنے مہمل اور بے معنی ناموں سے احتراز کرنے کا چلن معاشرے سے عنقا ہو گیا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات وہدایات سے جس طرح بچوں کو حسن ادب سکھانے اور اچھی تربیت دینے کا سبق ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بچوں کے اچھے نام تجویز کرنے کی اہمیت ونافعیت بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ نام تجویز کرنے کا مقصد محض تعین اور پہچان نہیں۔ بلکہ اس سے مذہب کی شناخت وابستہ ہے۔ دین کے لئے علامت اور شعار ہے۔ فکر وعقیدہ کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے احادیث میں اس سلسلہ میں خصوصی ہدایات دی گئیں ہیں۔ اچھے دلکش اور بامعنی ناموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور ایسے ناموں سے منع کیا گیا ہے جو بھدے اور معنی ومفہوم کے اعتبار سے ناگوار ہوں جن سے شرک کی بو آتی ہو۔

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔‘‘ (ابوداود، مشکوٰۃ:۴۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’باپ پر بچہ کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اس کو حسن ادب سے آراستہ کرے۔‘‘ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

اس وقت مسلم معاشرہ کی صورت حال زبوں تر ہے۔ جدت پسندی کا دور ہے۔ لوگ ایسے نئے نئے نام تجویز کرتے ہیں جو بے معنی اور مہمل ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے نام نکلوانے کی فکر ہوتی ہے جو محلّہ، پڑوس، اور آس پاس کے گاؤں دیہات اور اہل قرابت میں کسی کا نہ ہو۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ناموں کے معانی پوچھتے ہیں کہ لغۃً جن کا نہ کوئی مادہ ہوتا ہے اور نہ ماخذ اشتقاق۔ ظاہر ہے کہ ایسے مہمل الفاظ کے معانی لغت میں کیسے مل پائیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ: ’’رسول اللہ ﷺ اچھے نام سے محبت رکھتے تھے۔‘‘ (زادالمعاد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’جب کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا نام اچھا رکھے اور تعلیم وتربیت دے۔ بالغ ہو جائے تو اس

کی شادی کردے۔ اگر بالغ ہونے کے بعد شادی نہیں کی اور وہ لڑکا (یا لڑکی) کسی گناہ میں مبتلا ہوگیا تو اس کا گناہ باپ پر بھی ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۲،۱۷۲)

حضرت ابو وہب جشمیؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: ’’انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں اور سب ناموں سے سچے نام حارث وہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔‘‘

بعض ناخواندہ لوگوں میں یہ رجحان بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ نام قرآن سے تجویز کرنے کو خیر وبرکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ معنی کیسے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے اپنی بچی کا نام ’’لِمَن تَشَآء ‘‘ رکھا۔ دوسرے صاحب کے بارے میں پتہ چلا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو ’’وَرِیشا‘‘ سے موسوم کیا۔

ایک عزیز شہر ملاقات کرنے دیہات سے آئے تو انہوں نے بتایا میں ایک ایسی عورت کو جانتا ہوں کہ جو ذرا قرآن کریم پڑھنا جانتی تھی۔ اس کے یہاں یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس نے اپنے کو خواندہ سمجھتے ہوئے بچیوں کے نام تجویز کرنے کے لئے قرآن کریم سے ’’سورہ کوثر‘‘ کا انتخاب کیا۔ چنانچہ بڑی بچی کا نام ’’کوثر‘‘ رکھا۔ دوسری کا نام ’’وانحر‘‘ تجویز کیا اور تیسری کا نام ’’ابتر‘‘ مقرر کیا۔ کوثر اور وانحر کے معنی تو بحیثیت نام کسی حد تک درست بھی ہیں۔ لیکن آخری لفظ ’’ابتر‘‘ کے معنی بہت بدتر کے ہیں جو کسی بھی طرح مناسب نہیں۔

ایسے لوگوں کو بطور اصلاح کچھ کہا جائے تو سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم سے رکھے ہوئے ناموں کو تبدیل کرنا کون سے مسئلہ کی بات ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’آدمی اپنے بچے کو سب سے پہلا تحفہ جو دیتا ہے۔ وہ نام ہے۔‘‘ اس لئے بچوں کے اچھے نام تجویز کریں۔

حضرت محمد مصطفیﷺ نے اچھا نام تجویز کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اسم کے اثرات مسمّٰی میں منتقل ہونا بھی مسلم ہے۔ پھر عمدہ نام وہ ہے جس میں بندہ کے لئے بندہ ہونا ظاہر ہو۔ اس کے بعد وہ نام جو انبیاء اور پیغمبروں کے ناموں پر ہوں۔ اس کے بعد ان ناموں کی اجازت ہے جس کے معنی میں کوئی برائی اور شر نہ ہو۔

اس وقت جدت پسندی کا ایک مزاج اور ایک رو ہے جس کے اثر سے چیدہ چیدہ افراد ہی محفوظ ہیں۔ قرآن کریم میں: ’’منهم من قصصنا علیك ‘‘ کے تحت بعض پیغمبروں کے اسماء ذکر کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی بعض نام تو امت مسلمہ میں رائج ہیں اور بعض قلیل الاستعمال ہیں مثلاً: آدم، ذوالکفل اور نوح اور بعض بالکل متروک ہیں۔ مثلاً: ہود، لوط، الیسع۔ حالانکہ ان کے بابرکت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ زبان پر ثقیل بھی نہیں۔ بہت ہلکے پھلکے ہیں۔ بس التفات نہیں۔

حضرت مولانا محمد عارف بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد قاسم رحمانی

استاذ العلماء مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۷ء کو ضلع بہاولنگر کے ایک گاؤں چک تحصیل دار (ٹوبہ قلندر شاہ) میں مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک کی تعلیم حافظ محمد صدیق چوہان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ فاضل دیوبند مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے چک مہر علی شاہ میں فارسی کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ شفیقیہ اڈا لوہار کا میں مولانا غلام محمد گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شفیق احمد رحمۃ اللہ علیہ سے صرف نحو پڑھی۔ ۱۹۴۳ء میں مولانا محمد شریف وٹو رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ قادریہ میں مولانا مفتی بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ، اصول فقہ پڑھنے کے بعد ۱۹۵۰ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر وحدیث کی تعلیم مکمل کی۔ دورہ حدیث کرنے کے بعد آپ نے جامع العلوم بہاولنگر میں اپنے استاذ مولانا مفتی نیاز محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر تدریس شروع کی۔ مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں مولانا مفتی محمد انور اکاوڑی ملتان، مفتی محمد ازہر مدیر الخیر ملتان، مفتی عبدالخالق ہارون آباد ایسے حضرات شامل ہیں۔

۱۹۷۵ء مارچ میں مدرسہ تعلیم القرآن قائم کیا۔ جس کا سنگ بنیاد مولانا مفتی نیاز محمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شریف وٹو رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یوسف قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور راؤ عبدالعزیز تحصیل دار رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا۔ ۱۹۷۹ء میں مدرسہ کے اندر مسجد کی تعمیر بھی کی گئی۔ اب تک اس مدرسہ سے سینکڑوں حفاظ اور قراء کرام فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

وفات سے قبل مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علمی جانشین مولانا محمد اکرام اللہ ناظم مدرسہ کو بلایا اور کافی وصیتیں کیں۔ خاص طور پر فرمایا کہ تبلیغ دین اور خدمت مدرسہ کو اپنا مشن بنا لیں۔ ۲۹ ر رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ کی شب تبلیغی مرکز تشریف لے گئے۔ مکمل بیان سنا۔ واپسی تشریف لا کر اپنے مدرسہ کے بچوں سے تلاوت قرآن پاک اور نعتیں سنیں۔ یہ زندگی کی آخری رات اور آخری محفل تھی۔ لمبی دعا کرائی۔ اگلے روز جمعۃ الوداع تھا۔ نماز فجر باجماعت ادا کی۔ پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی۔ ہسپتال لایا گیا۔ ڈاکٹر مصروف علاج ہوئے۔ مگر قدرت خداوندی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ نماز جمعہ کے بعد نماز عصر سے پہلے خالق حقیقی سے جا ملے۔

نماز جنازہ وصیت کے مطابق مولانا جلیل احمد اخون مدظلہ نے عیدالفطر کی نماز کے بعد پڑھائی۔

مدرسہ، مسجد، صحن، کمروں کی چھتیں، سڑکیں، بہت بڑا پارک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ مشائخ عظام، علماء کرام، قراء، طلبہ، مدرسین، غرض کہ زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے انسان موجود تھے۔

مولانا مرحوم کو اکابرین ختم نبوت سے بڑی محبت تھی۔ مولانا محمد عارف فرماتے تھے کہ طالب علمی زمانہ میں مجاہد ملت مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ کے ساتھ ان کے ہر بیان میں جاتا تھا۔ راقم جب مدرسہ میں مولانا مرحوم سے ملنے جاتا تو وہ بہت خوش ہوتے۔ قرآن ہال میں طلبہ کو جمع کراتے اور پہلے خود عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر بیان کرتے۔ اکابرین ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے حالات سناتے اور آبدیدہ ہوجاتے کہ آج یہ شخصیات ہم میں موجود نہیں۔ ان کا مشن قیامت جاری رہے گا۔ پھر راقم کا بیان ہوتا تو بڑے خوش ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

جوار محمد ﷺ میں رہتے ہیں ہم

مولانا حکیم محمد اختر شاہ ؒ

زمیں پر مدینہ کی رہتے ہیں ہم — فلک پر مگر ناز کرتے ہیں ہم
نہ پوچھو کہ کیا ہے ہمارا شرف — جوار محمدؐ میں رہتے ہیں ہم
کرم ہے یہ مالک کا اے دوستو! — مدینے کی بستی میں رہتے ہیں ہم
مدینے کی نسبت ہے قیمت مری — وگرنہ حقیقت میں سستے ہیں ہم
مدینہ میں مرنا مقدر میں ہو — خدا سے دعا یہ بھی کرتے ہیں ہم
یہ نالائقوں پر ہے رب کا کرم — محمدؐ کی نگر میں رہتے ہیں ہم
شفاعت محمدؐ کی بھی ہو نصیب — دعا رات دن یہ بھی کرتے ہیں ہم
مدینہ میں ہر سال ہو حاضری — خدا سے یہ فریاد کرتے ہیں ہم
پس اے ساکنان مدینہ مجھے — نہ بھولو گزارش یہ کرتے ہیں ہم
اے اختر مرے قلب و جاں ہیں وہاں — مدینے سے گو دور رہتے ہیں ہم

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء ...... عشاق ختم نبوت کی جیت کا دن

جناب محمد سلیم شاہ

جی ہاں! ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن اہل اسلام کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کا دن ہے۔ اسی دن فتنۂ قادیانیت کو پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے غیرمسلم اقلیت قرار دے کر اہل اسلام سے جدا کر دیا۔ اسی دن سے عشاق ختم نبوت ہر سال اس دن خوشیاں مناتے ہیں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے جاں نثاروں کا تذکرہ کرتے ہیں اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ جی ہاں! مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے سیاسی اختلاف اپنی جگہ اور ان کی زندگی میں اگر کسی کو ان سے اختلاف تھا بھی سہی تو کوئی بات نہیں۔ سیاسی اختلاف کوئی کفر و اسلام کا اختلاف تو نہیں ہوتا۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ ختم نبوت کے دشمنوں کی رسوائی مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھوں کروائی۔ جی ہاں! یہ وہی مسٹر ذوالفقار علی ہیں جن کے وزیراعظم بننے پر ربوہ (چناب نگر) میں چراغاں کیا گیا۔ لیکن بعد میں ان کے لئے بددعاؤں کی تسبیحات کی گئیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے کہ: ”اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور (البقرۃ:۲۵۷)“ ﴿اللہ ایمان والوں کا رکھوالا ہے اور وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔﴾ (آسان ترجمہ قرآن:۱۲۶)

ایمان والے پریشان تھے۔ سرگرداں تھے، حیران تھے۔ کس سمت جائیں، کہاں جائیں کہ مرزائیت بڑے بڑے حکومتی عہدوں پر براجمان تھی۔ غیرملکی آقاؤں کے زیرنگیں پاکستان میں اپنے پر پرزے نکالنے میں مصروف تھی۔ بڑے بڑے عہدوں والوں کے سہارے، غیرملکی آقاؤں کے آسرے پر من گھڑت الہامات کی بارش کی جارہی تھی۔ کبھی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں کا سال قرار دے کر بلوچستان پر قبضہ کے خواب دیکھے جارہے تھے۔ پھر ربوہ کو ایک الگ اسٹیٹ بنایا ہوا تھا۔ وہاں پر مسلمان پراپرٹی نہیں خرید سکتے تھے۔ بلکہ ماضی قریب میں یہ انکشاف بھی ہوا ہے کہ ربوہ میں جس قدر قادیانی بیٹھے ہیں۔ وہ بھی حق ملکیت نہیں رکھتے۔ بلکہ ربوہ شہر سب کا سب قادیانی صدر انجمن کے نام ہے اور یہ خاندانی وراثت کے طور پر آنے والے نئے صدر کے نام منتقل ہوتا رہتا ہے۔ قادیانی کھلے عام اسلام، شعائر اسلام کا مذاق اڑاتے پھر رہے تھے اور محافظین ختم نبوت اپنی سی سعی کرتے وسائل کی عدم دستیابی، سرکاری پکڑ دھکڑ جھوٹے مقدمات ایک طرف اور قادیانی مناظروں کی چیلنج بازیاں دوسری طرف۔

گویا محافظین عقیدۂ ختم نبوت چومکھی لڑائی لڑ رہے تھے۔ لیکن جن کی نظر اسباب پر نہیں بلکہ مسبب

الاسباب پر ہوتی ہے۔ وہ پرخطر وادیوں، تندوتیز آندھیوں، ساحلوں کو روندنے والے طوفانوں کو خاطر میں کہاں لاتے ہیں۔ ان کی سرشت میں آگے بڑھنا لکھا ہوا ہوتا ہے ان کے قدم آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جی ہاں! یہ کوئی لفاظی نہیں ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں کیا ہوا تھا۔ لاہور کی سڑکیں انسانی خون سے رنگین ہوگئی تھیں۔ ختم نبوت کے نعروں سے فضائے آسمانی گونجی۔ لوگ فوج درفوج گھروں سے باہر نکلتے آرہے تھے۔ کئی لوگوں نے معصوم پھولوں کو بھی کاندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ یہ سب کے سب مجنون تو نہیں تھے۔ ہاں! یہ دیوانگان ختم نبوت تھے جو حضور نبی کریمﷺ کی محبت میں آپﷺ کی عقیدت والفت میں سرگرداں تھے اور دوسری طرف قادیانیوں کی فرقان بٹالین فوجی وردیاں پہنے عشاق ختم نبوت پہ گولیاں چلانے میں مصروف تھی۔ ایک طرف عقیدت ومحبت اور دوسری طرف نفرت کے پجاری مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا۔ دس ہزار کے قریب لوگ جانوں کا نذرانہ پیش کر کے بتاگئے کہ عقیدۂ ختم نبوت پر جان دینے پر کسی کو کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ بلکہ سب فخر کر رہے ہیں کہ حضور فداہ امی وابیﷺ کی ختم نبوت پر ہماری بھی جان لگ گئی۔ یہ سودا کسی کو بھی مہنگا نہیں لگا۔ بلکہ سب کے سب خوش تھے۔ مرنے والے بھی خوش مارنے والے بھی خوش گھر والے بھی خوش۔

اس وقت ایک مرد درویش (سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) نے فرمایا تھا کہ: ''میں نے اس تحریک میں ایک ٹائم بم فٹ کر دیا ہے جو اپنے وقت آنے پر پھٹے گا۔'' اور وہ پھٹا جس سے قادیانی محلات والہامات خس وخاشاک کی طرح اڑ گئے۔ ہوا یہ کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا ایک گروپ سیاحتی ٹور پر جارہا تھا کہ جب گاڑی چناب نگر اسٹیشن پر پہنچی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کرنا چاہا تو ان طلباء نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگادیئے۔ جس سے قادیانی گماشتے جل بھن گئے اور ٹرین چل پڑی۔ ان کی آتش قلب ٹھنڈی نہ ہوئی۔ انہوں نے طلباء کی واپسی کا انتظار کیا اور ۲۹؍مئی کو جب طلباء واپس ملتان کے لئے آرہے تھے تو چناب نگر اسٹیشن پر قادیانی گماشتے مسلح کھڑے تھے۔ اسٹیشن ماسٹر قادیانی تھا۔ اس نے ٹرین کو زیادہ وقت تک روکے رکھا اور قادیانیوں نے ان نہتے طلباء پر بہیمانہ تشدد کیا۔ یہ خبر فیصل آباد اور ملک کے دیگر شہروں میں طلباء کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ فیصل آباد اسٹیشن پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا تاج محمودؒ نے ایک جم غفیر کے ساتھ طلباء کا استقبال کیا اور ان کی مرہم پٹی کی گئی۔ ان کو تسلی دی گئی۔ اس کے ردعمل میں تحریک ختم نبوت دوبارہ چلی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جو فرمایا تھا کہ: ''میں نے اس تحریک میں ایک ٹائم بم فٹ کر دیا ہے جو اپنے وقت آنے پر پھٹے گا۔'' اور یوں تحریک ختم نبوت دوبارہ فعال ہوگئی اور ۲۲؍اراکین اسمبلی نے قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی قرارداد پیش کی اور ان سب حضرات کی نمائندگی مولانا شاہ احمد نورانی نے کی۔ بعد میں ۱۵؍اراکین قومی اسمبلی نے اس قرارداد کی

تائید کردی۔ گیارہ روز مرزا ناصر پر جرح ہوئی اور دو روز لاہوری مرزائیوں پر جرح ہوئی اور بالآخر وہ فیصلہ سنا دیا گیا۔ جو پوری مسلم قوم کا متفقہ فیصلہ تھا۔ ۷ر ستمبر کا دن عشاق ختم نبوت کی جیت کا دن ہے۔ ۷ر ستمبر کا دن شہدائے ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرنے کا دن ہے۔ ختم نبوت زندہ باد!

تحریک ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد ؒ کی قیادت میں آگے بڑھتی رہی اور ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت ایکٹ کے ذریعے قادیانیوں کو شعائر اسلامی اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے قانوناً روک دیا۔ بعد میں یہ تعزیرات پاکستان کا حصہ بن گیا۔ مگر آج تک قادیانیوں نے اپنی متعینہ قانونی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا اور اپنے آپ کو مسلمان اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے قانون کی عمل داری کو یقینی بنائیں۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کا دورہ تلمبہ

۶ر جولائی ۲۰۱۸ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ نے تلمبہ ضلع خانیوال کا ایک روزہ دورہ کیا۔ عالمی مجلس ساہیوال کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی بھی ہمراہ تشریف لائے۔ تلمبہ کے مولانا شوکت علی ناصر، خانیوال کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی نے دیگر جماعتی احباب کے ہمراہ حضرت ناظم اعلیٰ کا خیر مقدم کیا۔ حضرت ناظم اعلیٰ نے تلمبہ کی مرکزی جامع مسجد قادریہ بانی حضرت پیر نیاز احمد شاہ ؒ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ جمعہ میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر انتہائی مفصل ومدلل اور پرمغز گفتگو فرمائی۔ خطبہ جمعہ میں علاقہ بھر کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت ناظم اعلیٰ نے حضرت رائے پوری ؒ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر نیاز احمد شاہ ؒ کے مزار پر حاضری دے کر فاتحہ خوانی بھی کی۔ بعد ازاں تلمبہ شہر کی ختم نبوت کالونی میں مسجد ابراہیم علیہ السلام اور مدرسہ عربیہ ختم نبوت کا سنگ بنیاد بھی اپنے دست مبارک سے رکھا۔ میزبانی کے فرائض مقامی ناظم مولانا قاری خالد محمود نے سرانجام دیئے۔

تربیتی نشست تونسہ شریف

۲۸ر جون ۲۰۱۸ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر جامعہ محمدیہ تونسہ شریف میں تربیتی نشست ہوئی جس میں مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کو بیان فرمایا۔ تحصیل تونسہ شریف کی تمام دینی قیادت، وکلاء اور تاجر طبقہ نے خصوصی شرکت کی اور اس پروگرام کے میزبان مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری اور مبلغ مولانا محمد اقبال، حکیم عبدالرحمٰن جعفر، حکیم عبدالرحیم جعفر، مولانا غلام مصطفیٰ اشعری اور کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

قانون تحفظ ناموس رسالت (ﷺ) کا تاریخی پس منظر

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

مسلمان اپنے آقا و مولا حضور سرور عالم ﷺ کے نام و ناموس پر مر مٹنے اور اس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں برطانوی دور استعمار سے قبل، حتی کہ مغل شہنشاہ اکبر کے سیکولر دور میں بھی شاتم رسول ﷺ کو سزائے موت دی گئی۔ لیکن جب اس ملک پر سازشوں کے ذریعہ انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگیا تو انہوں نے توہین رسالت ﷺ کے اس قانون کو یکسر موقوف کر دیا۔ پھر انگریز حکومت ہی کی شہ پر جب ہندوؤں، آریہ سماجیوں اور مہا سبھائیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی پر حملے کرنے شروع کر دیئے تو مسلمانوں نے شاتمان رسول ﷺ کو قتل کر کے، اقرار جرم کرتے ہوئے دار و رسن کی روایت کو از سر نو زندہ کیا۔ مسلمانوں کے احتجاج اور مولانا محمد علی جوہر ؒ کی تحریک پر اس وقت کی قانون ساز اسمبلی نے ۱۹۲۷ء میں ایک معمولی سی دفعہ ۲۹۵/اے کا تعزیرات ہند میں اضافہ کیا۔ جس کی رو سے توہین مذہب کے جرم کی سزا دو سال تک قید یا جرمانہ مقرر ہوئی۔ لیکن اس سے مسلمانوں کی اشک شوئی نہ ہو سکی۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہ توقع تھی کہ یہاں توہین رسالت ﷺ کے جرم کی شرعی سزا، سزائے موت کا قانون پھر سے بحال ہو جائے گا۔ لیکن کسی بھی مقننہ یا حکومت کو اس بارے میں پیش رفت کرنے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں اسلام دشمن قوتوں نے پاکستان کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لئے سازشوں کا جال سارے ملک میں پھیلا دیا۔ زرخرید ایجنٹوں کے ذریعہ یہاں کے نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے لادینی لٹریچر بھی پھیلانا شروع کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک کٹر کمیونسٹ مشتاق راج کی مثال دی جا سکتی ہے۔ جس کی خدمات روس کی حکومت نے حاصل کیں۔

مشتاق راج نے ۱۹۸۳ء میں **He venly Communism** (آفاقی اشتمالیت) نامی ایک کتاب لکھی جو ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس کتاب میں نہ صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کیا گیا تھا۔ بلکہ مذاہب اور ادیان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا۔ دینی پیشواؤں کو ''مذہبی شیطان'' کہا گیا۔ انبیائے کرام علیہ السلام پر نہایت گھٹیا اور سوقیانہ حملے کیے گئے اور انتہا یہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں بھی گستاخی کی جسارت کی گئی۔

محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس (پاکستان زون) کا اجلاس

طلب کیا گیا۔اس اجلاس میں پاکستان کے نامور علمائے دین کے علاوہ بیرون ملک سے عالم اسلام کے دو ممتاز سکالر ڈاکٹر ربیع المدخلی اور پروفیسر سعید صالح نے بھی شرکت کی ۔سب علماء کا متفقہ فتویٰ تھا کہ شاتم رسول ﷺ کی شرعی سزا قتل ہے۔لہٰذا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ناپاک کتاب کو فوری طور پر ضبط کر لے اور بغیر کسی تاخیر کے توہین رسالت ﷺ کا قانون بنا کر اسے نافذ العمل کر دیا جائے۔تا کہ آئندہ کسی بد بخت کو اہانت رسول اللہ ﷺ کی جرأت نہ ہو سکے۔

لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اور بار کونسل نے مشتاق راج کو بار کی رکنیت سے خارج کر دیا۔اہل لاہور کو جب اس کتاب کی اشاعت کا علم ہوا تو ان کے جذبات مشتعل ہو گئے اور حکومت نے امن وامان کی صورت حال اور دینی جماعتوں کی قرارداد کے پیش نظر اسے زیر دفعہ ۲۹۵ر اے گرفتار کر لیا۔کیونکہ تعزیرات پاکستان میں اس وقت تک توہین رسالت ﷺ جیسے سنگین اور انتہائی دل آزار جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی۔ ملک عزیز کے تمام مکاتب فکر کے علماء،وکلاء اور دینی تنظیموں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس سلسلہ میں فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔

پاکستان کے قومی اخبارات نے بھی اس کی تائید کی اور اس کی حمایت میں اداریئے لکھے۔ بالآخر اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلامیانِ پاکستان کے اس مطالبہ کا نوٹس لیا اور شیخ غیاث محمد صاحب،سابق اٹارنی جنرل کی تحریک پر حکومت سے سفارش کی کہ توہین رسالت ﷺ اور ارتداد کی سزا،سزائے موت مقرر کی جائے۔اس کے باوجود حکومت وقت نے اس نازک مسئلہ کو مستحق توجہ نہیں سمجھا۔اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق تھے۔

فیڈرل شریعت کورٹ میں امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء،سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے سابق جج صاحبان،سابق وزرائے قانون،سابق اٹارنی جنرل،سابق ایڈووکیٹ جنرل،لاہور ہائی کورٹ بار اور دیگر بار کونسلوں کے صدر صاحبان سمیت ایک سو پندرہ شہریوں نے شریعت پٹیشن نمبر 1/ اپل 1984ء دائر کی۔مقدمہ کی سماعت شروع کر دی گئی۔کمرۂ عدالت اور اس کے باہر ہر روز عوام کا ہجوم اس مقدمہ کی کارروائی کی سماعت کے لئے موجود ہوتا۔فریقین کے دلائل کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا۔

اسی اثناء میں ایک اور سنگین واقعہ رونما ہوا۔جولائی ۱۹۸۴ء میں ایک خاتون ایڈووکیٹ عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے معلم انسانیت حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں کچھ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جو سامعین اور امت مسلمہ کی دل آزاری کا باعث تھے۔جس پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔جب یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو پوری پاکستانی قوم نے اس کی پرزور

مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر شاتم رسول ﷺ کے بارے میں سزائے موت کا قانون منظور کرے اور فیڈرل شریعت کورٹ سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ شریعت پٹیشن پر اپنا فیصلہ صادر کرے۔ اسلامی جذبہ سے سرشار خاتون مرحومہ آپا نثار فاطمہ ؒ نے اس قابل اعتراض تقریر کا قومی اسمبلی میں سختی سے نوٹس لیا اور قومی اسمبلی میں تعزیرات پاکستان میں ایک مزید دفعہ ۲۹۵/سی کا بل پیش کیا گیا۔ جس کی رو سے شاتم رسول ﷺ کی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ جب یہ بل اسمبلی میں جنت مکانی آپا نثار فاطمہ مرحومہ نے پیش کیا تو مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کے پیش نظر انہیں اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہوسکی۔ البتہ وزارت قانون کی طرف سے اس بل میں یہ ترمیم کردی گئی کہ شاتم رسول ﷺ کی سزا، سزائے موت یا عمر قید ہوگی۔

اس طرح دفعہ ۲۹۵/سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کردیا گیا۔ لیکن اس دفعہ سے مرحومہ آپا نثار فاطمہ، علمائے کرام، وکلاء اور مسلمان عوام مطمئن نہیں تھے۔ اس لئے دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ میں ۲۹۵/سی کو دوبارہ چیلنج کردیا کہ توہین رسالت کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر ہے اور حد کی سزا میں حکومت ہی نہیں۔ بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھی سوئی کی نوک کے برابر کمی یا اضافہ کرنے کا اختیار نہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت یکم اپریل ۱۹۸۷ء کو شروع ہوئی، جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو بھی معاونت کی دعوت دی گئی۔ اس مقدمہ کی سماعت لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فل بنچ کے سامنے ہوئی جو جناب جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس، جناب جسٹس عبدالکریم خاں کندی، جناب جسٹس عبدالرزاق تھیم پر مشتمل تھا۔

توہین رسالت ﷺ کے مقدمہ میں علمائے کرام' صوبوں کے اسسٹنٹ اور ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرلز اور دیگر وکلاء صاحبان نے شب و روز معاونت کی۔ جس میں ان کا خلوص اور ملی حمیت کا جذبہ کارفرما تھا۔ بالآخروہ ساعت سعید بھی آگئی کہ جب فیڈرل شریعت کورٹ نے متفقہ طور پر اس پٹیشن کو منظور کرتے ہوئے توہین رسالت ﷺ کی متبادل سزا عمر قید کو غیر اسلامی اور قرآن وسنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ عمر قید کی سزا کو دفعہ ۲۹۵/سی سے حذف کیا جائے، جس کے لئے ۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء کی مہلت حکومت کو دی گئی۔ اس مدت کے اختتام پر عمر قید کی سزا حکم عدالت کی رو سے خود بخود حذف ہوکر غیر مؤثر ہوگئی۔ اس فیصلہ کی بدولت حضور رسالت مآب ﷺ کی ایک ایسی سنت تازہ ہوئی۔ جس پر تمام مسلمانوں کے ایمان کا دارومدار ہے۔ جس کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب گل محمد خاں اور ان کے تمام رفقائے کار جج حضرات پوری امت مسلمہ کی جانب سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

لاہور ہائیکورٹ نے اس قانون پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک فیصلے میں لکھا کہ: ’’کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵رسی کے احکامات کی تنسیخ کردی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرے میں ملزموں کو جائے واردات پر ہم ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہوجائے گا۔‘‘(پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء لاہور ۴۸۵)

حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس فیصلہ کو ہم سب کے لئے وسیلۂ نجات بنائے اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے دفتر میں واردات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے دفتر میں ۱۹رجولائی ۲۰۱۸ء کو واردات ہوئی۔ دفتر کی تمام الماریاں، لٹریچر، لائبریری کی کتب اور دیگر تمام سامان کو زیروزبر کیا گیا۔ ہزاروں کی نقد رقم بھی چوری کرلی گئی۔ ۲۰رجولائی کو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا اجلاس بلایا گیا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مکاتب فکر کی مشترکہ تنظیم ہے۔ جس کا فرقہ واریت، سیاست، دہشت گردی اور تخریب کاری سے کوئی تعلق نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا سید خبیب احمد، مولانا غلام محمد، مولانا عبدالرشید سیال اور دیگر حضرات نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ اس امر کی فی الفور تفتیش کی جائے اور ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ حکومت وقت پر ملک کے تمام شہریوں کی جان، مال عزت وآبرو کی حفاظت کرنا لازم ہے۔

ختم نبوت چوک کا افتتاح

شہر عبدالحکیم تحصیل کبیروالا ضلع خانیوال میں ٹی چوک کا نام ختم نبوت چوک میں تبدیل کرالیا گیا۔ اس موقع پر مختصر افتتاحی تقریب کا انعقاد بھی کیا گیا۔ تقریب میں سجادہ نشین کندیاں شریف صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے ختم نبوت چوک کا بورڈ لگوایا اور دعا بھی کرائی۔ ٹی چوک عبدالحکیم کا نام ختم نبوت چوک میں تبدیل کرانے کے لئے چوہدری خالد اقبال کونسلر، رانا شوق محمد کونسلر، میونسپل چیئرمین حاجی شیخ عبداللطیف کے علاوہ علاقہ کے علماء کرام کی محنت اور کوشش قابل تحسین ہے۔

مجاہدین ختم نبوت کی اس کامیابی پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۷رجولائی ۲۰۱۸ء جامع مسجد مدنی محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم تحصیل کبیروالا میں مولانا اللہ وسایا کے خطبہ جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔ خطبہ جمعہ میں علاقہ بھر کے علمائے کرام سمیت کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت فرمائی۔

سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان

مولانا قاضی احسان احمد

قیامت کا قائم ہونا ایک امر یقینی اور امر غیبی ہے۔ جس کا حقیقی اور قطعی علم صرف اور صرف حق تعالیٰ کی ذات گرامی کو ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو اس کے برپا ہونے کا وقت متعین یقینی طور پر معلوم نہیں ہے۔ جیسے قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''ان اللہ عندہ علم الساعة''

اسی طرح دوسری جگہ بھی قیامت سے متعلق ارشاد ربانی ہے: ''یسئلونک عن الساعة ایان مرسھا فیم انت من ذکراھا'' یہ آپ سے قیامت کے قائم ہونے کا سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

احادیث طیبہ میں بھی قیامت سے متعلق کئی جگہ پر تذکرہ موجود ہے۔ جیسے حدیث جبرائیل کے آخر میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا خاتم النبیین ﷺ سے سوال منقول ہے: ''فاخبرنی عن الساعة؟ قال ما المسئول عنھا باعلم من السائل'' قیامت کب آئے گی؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔''

البتہ قیامت قائم ہونے کی چند علامات اور نشانیاں ہیں جن کا ظہور اور وقوع اس قیامت آنے سے پہلے ہونا ضروری ہے۔

علامات صغریٰ، علامات کبریٰ

بالکل ابتدائی اسٹیج کی چھوٹی چھوٹی علامات بہت زیادہ ہیں۔ مگر وہ علامات جو علامات کبریٰ کے نام سے ذخیرہ احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ بھی کافی ہیں۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اکٹھی دس بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت برپا نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ تم اس سے قبل دس علامات نہ دیکھ لو۔ (۱) دھواں۔ (۲) دجال۔ (۳) دابۃ الارض۔ (۴) مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔ (۵) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔ (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ (۷،۸،۹) زمین کے تین مقامات پر لوگوں کا دھنس جانا۔ (۱۰) یمن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو محشر میں لے جائے گی۔

علامات کبریٰ میں سے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا ظہور بھی ہے جو مندرجہ بالا علامات کے ظاہر ہونے سے قبل ظہور پذیر ہو چکے ہوں گے۔ علامہ سفارینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قیامت کی بڑی اور قریب تر اور اولین علامات میں سے خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور مصائب ان پر خونخوار بھیڑیئے کی طرح ٹوٹ پڑیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو ان مایوسی کے حالات میں مسلمان امام مہدی علیہ الرضوان کے متلاشی ہوں گے۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان ان حالات کے وقوع پذیر ہونے کے وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے۔ اپنے خلیفہ بنائے جانے کے ڈر اور خوف سے مدینہ پاک کو خیر باد کہہ کر مکہ مکرمہ کی سرزمین پر پہنچیں گے۔ طواف کے دوران وہاں کے لوگ آپ کو پہچان لیں گے۔

سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے شدید انکار کے باوجود ان سے بیعت خلافت کریں گے۔ اس خبر کا پھیلنا ہوگا کہ ملک شام سے ایک لشکر آپ کے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ مگر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان مقام بیداء پر اس لشکر کو حکم خداوندی زمین میں دھنسا دے گا۔ اس عجیب واقعہ کی اطلاع ملک شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ پاکر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی خدمت میں آئیں گے۔ ایک قریشی النسل بنوکلب پر مشتمل ایک لشکر مہدی علیہ الرضوان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کرے گا۔ اس لشکر کو ہزیمت وشکست ہوگی اور اسلامی لشکر کامیاب وکامران ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں امام مہدی علیہ الرضوان کا مکمل تعارف، نام، ولدیت، خاندان، خدمات، فتوحات، خیر وبرکت، ترقی کی راہیں ہموار ہونا تفصیل سے درج ہیں۔ ان سب کے باوجود بہت سے عقل کے اندھے، خواہشات کے پجاری جنہیں اپنے ناقص علم میں اعتماد اور اکابر کے کامل علم اور تحقیقات پر تحفظات تھے، نے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا انکار کردیا اور کچھ ان سے بھی دو ہاتھ آگے بدنصیب وبدبخت نکلے۔ جنہوں نے خود مہدی ہونے کا ناٹک رچایا اور اپنے آپ کو امام مہدی باور کرایا اور بہت سارے بھولے بھالے مسلمانوں کا ایمان برباد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ بہرکیف اتنی بات مسلم، پکی اور یقینی ہے کہ امام مہدی سے متعلق احادیث صحیح وثابت بلکہ متواتر ہیں۔ جن پر ایمان لانا علماء ربانیین کے نزدیک ضروری اور واجب ہے۔ اسی وجہ سے ظہور مہدی علیہ الرضوان کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک عقائد ونظریات میں شامل ہے۔ فتنوں کے اس دور میں جب کہ بلائیں بھیس بدل بدل کر اسلام کی حسین وجمیل مضبوط وقوی عمارت کو زمین بوس کرنے کی ناکام جسارت پر تلی بیٹھی ہیں۔ علماء اہل حق نے ان فتنوں کے مقابلہ کی ٹھان رکھی ہے اور عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنے کا مکمل انتظام کر رکھا ہے۔ ہم نے جھوٹے مدعیان مہدویت سے قوم کو بچانے کے لئے ذخیرہ احادیث سے روایات صحیحہ اور متواترہ کو جمع کر کے امت کے سامنے پیش کردیا تاکہ کسی بھی کذاب کے کذب سے بچنا ہر مسلمان کے لئے آسان وسہل ہو جائے۔

چنانچہ درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر۱: ’’عن عبدالله بن مسعودؓ قال، قال رسول الله ﷺ لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطي اسمه اسمي ‘‘حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے۔ جس کا نام میرے نام کے مطابق (محمد) ہوگا۔

حدیث نمبر۲: ’’عن علیؓ عن النبی ﷺ قال لولم يبق من الدهر الايوم لبعث الله رجلا من اهل بيتي يملاها عدلا كما ملئت جوراً ‘‘حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے۔ (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے معمور کر دے گا۔ جس طرح (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔

حدیث نمبر۳: ’’عن ابی سعيد الخدریؓ قال قال رسول الله ﷺ المهدی من اجلى الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا ويملك سبع سنين ‘‘حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہوگا۔ (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب روشن ونورانی ہوگا اور ناک ستواں وبلند ہوگی۔ زمین عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح پہلے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی اور سات سال تک حکومت کریں گے۔

۱...... خلیفہ وقت کے انتقال پر نئے خلیفہ کے انتخاب پر آراء مختلف ہوں گی۔

۲...... خلافت کے بارگراں سے بچنے کے لئے امام مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔

۳...... پریشان مسلمان آپ کو پہچان لیں گے۔

۴...... آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

۵...... شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ بیعت فرمائیں گے۔

۶...... آپ کے مقابلے کے لئے آنے والے لشکر کو مقام بیداء میں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۷...... قریشی النسل بنوکلب پر مشتمل لشکر آپ سے جنگ کرنے آئے گا، آپ فتح یاب ہوں گے۔

۸...... آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ آپ کا نام محمد ہوگا۔ لقب مہدی ہوگا۔

۹...... سلسلۂ نسب حضرات حسنین کریمینؓ کی طرف سے حضرت فاطمہؓ تک پہنچے گا۔

۱۰...... خلافت کے بعد سات سال تک حکومت کریں گے۔

۱۱...... آپ کے زمانہ میں دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

۱۲...... پوری دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی۔ ظلم وناانصافی ختم ہو جائے گی۔

۱۳...... مال ودولت کی فراوانی ہوگی۔

۱۴...... رزق کی بہتات اور کثرت ہوگی۔

۱۵...... کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ ہوگا۔

۱۶...... بھیڑیے اور بکریاں چراگاہوں میں اکٹھے چریں گے۔

۱۷...... بچے سانپوں سے کھیل کود کریں گے۔

۱۸...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے قبل آپ کا ظہور ہوگا۔

۱۹...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء میں پہلی نماز فجر ادا کریں گے۔

۲۰...... آپ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر دجال کے خلاف جنگ کریں گے۔ دجال کا خاتمہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا۔

یہ تمام وضاحتیں عبرت ہیں۔ ان عقل کے مخالفوں کے لئے جنہوں نے اتنی تصریحات اور وضاحتوں سے بیان کئے گئے عقیدے اور نظریہ کا اپنی دماغی سوچ، سطحی علمی فہم، خواہشات کی تکمیل اور اغیار کی غلامی کے ایجنڈے کو پورا کرنے کے لئے جناب سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا سرے سے ہی انکار کر دیا یا امت میں انتشار پھیلانے کے لئے خود مہدی بن بیٹھے۔

قارئین محترم! جہاں تاریخ میں اور کئی جھوٹے مدعی مہدویت گزرے ہیں وہاں اس گمراہان صراط مستقیم میں ایک نام قادیان کی سرزمین پر جنم لینے والے انگریز کے خودکاشتہ پودے، مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اس نے انگریز کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ان گنت الٹے پلٹے دعاوی کئے جن کا علماء امت نے دلائل وبراہین سے رد کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مہدی ہونے کے دعاوی کئے، ملاحظہ فرمائیں:

۱...... ”خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی موعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔“ (تذکرہ ص۲۵۷، اتمام الحجہ ص۳، خزائن ج۸ ص۲۷۵)

۲...... ”الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی اور مسیح کے آنے کی پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل ان دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۷۹، خزائن ج۳ ص۱۴۱)

اس حوالہ میں غور فرمائیں۔ مرزا قادیانی اپنے امام مہدی ہونے کا مدعی ہے۔ مگر مذکورہ بالا مختصر تفصیل کی روشنی میں آپ بخوبی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں مہدی ہونے کی کوئی دور کی بھی علامت نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ اور نظریہ اور اہل حق کا دامن تھامنے اور اس سے وابستہ رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

و اذ کففت! سے متعلق قادیانی سوال اور اس کا جواب

دوسرا اور آخری حصہ

مولانا عبدالحکیم نعمانی

دوسرا نکتہ

آیت:''انی متوفیك ورافعك الیّ ''میں ہم دلائل عقلی ونقلی سے ثابت کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے مکر کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے تھے اور یہ آیت بطور بشارت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسی وعدے کے پورا کرنے کا بیان فرمارہے ہیں۔ جس کو دوسری جگہ ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:''واذ ایدتك بروح القدس ''(یعنی جب ہم نے تمہیں مدد دی روح القدس کے ساتھ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی مضحکہ خیز اور توہین آمیز تفسیر اور اس کا رد ناظرین کی تفریح طبع اور نکتہ فہمی کے لئے پیش کرتا ہوں:''اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا:''اذ کففت بنی اسرائیل عنك ''یعنی یاد کر وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بچادی۔ پس یہی معنی:''اذ کففت''کے ہیں۔''

(نزول المسیح ص۱۵۱، خزائن ج۱۸ص۹۲۵)

اسی مضمون کو مرزا قادیانی دوسری جگہ اس طرح لکھتا ہے:''پھر بعد اس کے مسیح علیہ السلام ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھادیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اسی وقت ایک سخت آندھی آگئی...... انہوں نے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا۔ سو پہلے انہوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑیں۔ جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح علیہ السلام کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا۔ پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔''

(ازالہ اوہام ص۳۸۰تا۳۸۳، خزائن ج۳ص۲۹۵تا۲۹۷)

اسی کتاب میں مزید تشریح یوں کی ہے:''مسیح پر جو یہ مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں۔ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہوگیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔''
(ازالہ اوہام ص۲۹۳، خزائن ج۳ ص۳۰۲)

تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں:''اب تک خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں اترا جو اس وقت بھڑکا تھا۔ جب کہ اس ''وجیہہ'' نبی کو گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لئے کھوپری کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔''
(تحفہ گولڑویہ ص۶۷، خزائن ج۱۷ ص۱۹۹،۲۰۰)

میں اس قادیانی تفسیر پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ صرف اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب ہر ممکن ذلت وخواری میں مسیح علیہ السلام کو خدا نے مبتلا کرایا۔ یہاں تک کہ وہ ایسے بے ہوش ہوگئے کہ دیکھنے والے انہیں مردہ تصور کر کے چھوڑ گئے۔ کیا اس کے بعد بھی خدا کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یوں کہے اور بالفاظ مرزا کہے:''یاد کرو وہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روک لیا۔''
(نزول المسیح ص۱۵۱، خزائن ج۱۸ ص۹۲۵)

اس آیت کی ابتداء میں باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں:''**اذکر نعمتی**''یعنی یاد کر میری نعمتیں۔ انہیں نعمتوں میں سے ایک نعمت بنی اسرائیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بچانا بھی ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ دنیا جہاں میں ایسے موقعوں پر سینکڑوں دفعہ ایک انسان دوسروں کے نرغہ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال بھی بچ گئے ہوتے۔ جب بھی اس بچانے کو مخصوص طور سے بیان کرنا باری تعالیٰ کی شان عالی کے لائق نہ تھا۔ ایسا بچ جانا عام بات ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ اور عجیب طریقہ سے یہود کے درمیان سے بچ کر آسمان پر چلا جانا ایک خاص نعمت ہے۔ جس کو باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر مرزا قادیانی کا بیان اور تفسیر صحیح تسلیم کر لی جائے تو کیا اس نعمت کے شکریہ کے مطالبہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے۔ یا اللہ یہ بھی آپ کا کوئی مجھ پر احسان تھا کہ تمام جہان کی ذلتیں اور مصائب مجھے پہنچائی گئیں۔ میرے جسم میں میخیں ٹھونکی گئیں۔ میں نے''**ایلی ایلی لما سبقتنی**''کے نعرے لگائے۔ یعنی اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ پھر بھی تیری غیرت جوش میں نہ آئی۔ اندھیری رات میں وہ مجھے مردہ سمجھ کر پھینک گئے۔ میرے حواریوں نے چوری چوری میری مرہم پٹی کی۔ میں یہود کے ڈر سے بھاگا بھاگا ایران اور افغانستان کے دشوار گزار پہاڑوں میں ہزار مشکلات کے بعد درہ خیبر کے راستہ پنجاب، یوپی، نیپال پہنچا اور وہاں کی گرمی کی شدت برداشت نہ کر سکنے کے سبب کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار دروں میں سے گرتا پڑتا سرینگر پہنچا۔ وہاں ۸۷ برس گمنامی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور

وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس میں آپ نے کون سا کمال کیا کہ مجھے نعمت کے شکریہ کا حکم دیتے ہیں۔ کیا یہ کہ میری جان جسم سے نہ نکلنے دی اور اس حالت کا شکریہ مطلوب ہے۔ سبحان اللہ! واہ رے آپ کی خدائی!! ہاں ایسی ذلت سے پہلے اگر میری جان نکال لیتا تو بھی میں آپ کا احسان سمجھتا۔ اب کوئی سا احسان ہے۔ اگر تو کہے کہ میں نے تیری جان بچا کر صلیب پر مرنے اور اس طرح ملعون ہونے سے بچالیا تو اس کا جواب بھی سن لیں۔

۱...... کیا تیرا معصوم نبی اگر صلیب پر مرجائے تو واقعی تیرا یہی قانون ہے کہ وہ لعنتی ہوجاتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر جان بچانے کے کیا معنی۔

۲...... باوجود اپنی اس تدبیر کے جس پر آپ مجھ سے شکریہ کا مطالبہ چاہتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مجھے ملعون ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کی کس بات کا شکریہ ادا کروں۔

۳...... اگر آپ کے ہاں نعوذ باللہ ایسا ہی عجیب قانون ہے کہ ہر معصوم مظلوم پھانسی پر چڑھائے جانے اور پھر مرجانے پر ملعون ہوجاتا ہے اور آپ نے مجھے لعنتی موت سے بچانا چاہا تو معاف کریں۔ اگر میں یوں کہوں کہ آپ کا اختیار کردہ طریق کار صحیح نہ تھا۔ جیسا کہ نتائج نے ثابت کر دیا۔ جس کی تفصیل نمبر:۲ میں میں عرض کر چکا ہوں۔ اگر مجھے اپنی مزعومہ لعنتی موت سے بچانا تھا تو کم از کم یوں کرتے کہ ان کی گرفتاری سے پہلے مجھے موت دے دیتے۔ تاکہ میری اپنی امت تو ایک طرف، یقیناً یہودی بھی میری لعنتی موت کے قائل نہ ہو سکتے۔ پس مجھے بتایا جائے کہ میں کس بات کا شکریہ ادا کروں۔

یہ ہے وہ قدرتی جواب جو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں آنا چاہئے۔ بشرطیکہ قادیانی اقوال واہیہ کو ٹھیک تسلیم کر لیا جائے۔ ہاں اسلامی تفسیر کو صحیح تسلیم کر لیں تو وہ حالت یقیناً قابل ہزار شکر ہے۔ ہزارہا یہود قتل کے لئے تیار ہو کر آتے ہیں۔ مکان کو گھیر لیتے ہیں۔ مکر و فریب کے ذریعہ گرفتاری کا مکمل سامان کر چکے ہیں۔ موت حضرت مسیح علیہ السلام کو سامنے نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’انی متوفیک ورافعک الیّٰ ‘‘یعنی’’ (اے عیسیٰ علیہ السلام) میں تجھ پر قبضہ کرنے والا ہوں اور آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔‘‘ پھر اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں اور یوں اعلان کرتے ہیں: ’’وایدناہ بروح القدس ‘‘یعنی ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل فرشتہ کے ساتھ مدد دی۔ (جو انہیں اٹھا کر دشمنوں کے نرغہ سے بچا کر آسمان پر لے گئے)

دوسری جگہ اس وعدہ کا ایفاء یوں مذکور ہے: ’’ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ (یہود نے یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر) اسی ایفاء وعدہ اور معجزانہ حفاظت کو بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام یاد کر ہماری نعمت کو جب ہم نے تم سے بنی اسرائیل کو روک لیا اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پر واجب ہے کہ گردن مارے احسان کے جھکا دیں اور یوں عرض کریں: ’’رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی ‘‘یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں واقعی تیری معجزانہ نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔

اعتراض از مرزا قادیانی

’’دیکھو آنحضرت ﷺ سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ حالانکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنك ‘‘یعنی یاد کر وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بچادی۔ پس یہی معنی ’’اذ کففت ‘‘کے ہیں۔ جیسا کہ: ’’واللہ یعصمك من الناس ‘‘کے ہیں۔‘‘

(نزول المسیح ص۱۵۱، خزائن ج۱۸ ص۹۲۵)

’’عصم ‘‘کے معنی ہیں ’’بچالینا‘‘ یعنی دشمن کا طرح طرح کے حملے کرنا اور ان حملوں کے باوجود جان کا محفوظ رکھنا۔ لیکن ’’کف ‘‘کے معنی ہیں روک لینا۔ یعنی ایک چیز کو دوسری تک پہنچنے کا موقعہ ہی نہ دینا۔ یہ دونوں آپس میں ایک جیسے کس طرح ہوسکتے ہیں؟ ہم اس پر بھی مفصل بحث کر کے ثابت کر آئے ہیں کہ کف کے استعمال کے موقعہ پر ضروری ہے کہ ایک فریق کو دوسرے فریق سے مطلق کسی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ جب ہم شواہد قرآنی سے ثابت کر چکے ہیں کہ تمام قرآن کریم میں جہاں جہاں کف کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مکمل حفاظت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے تو ان معنوں کے خلاف اس آیت کے معنی کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟۔

لیجئے! ہم خود مرزا قادیانی کا اپنا اصول ایسے موقعہ پر صحیح معنوں کی شناخت کا پیش کر کے قادیانی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر ایمان کی ضرورت ہے تو اسلامی تفسیر کے خلاف اپنی تفسیر بالرائے کو ترک کر دو: ’’اگر قرآن شریف اوّل سے آخر تک اپنے کل مقامات میں ایک ہی معنوں کو استعمال کرتا تو محل مبحوث فیہ میں بھی یہی قطعی فیصلہ ہوگا جو معنی...... سارے قرآن شریف میں لئے گئے ہیں۔ وہی معنی اس جگہ بھی مراد ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۹۲۳، خزائن ج۳ ص۶۲۷)

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمام قرآن شریف میں جہاں جہاں کف کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انہیں مذکورہ بالا معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پس محل نزاع میں اس کے خلاف معنی کرنا حسب قول مرزا الحاد اور فسق ہوگا۔ ایک لمحہ کے لئے ہم مان لیتے ہیں۔ نہیں بلکہ قادیانی تحریف کی حقیقت الم نشرح کرنے کے لئے ہم فرض کر

لیتے ہیں کہ ’’عصم‘‘ اور ’’کف‘‘ ہم معنی ہیں۔ پھر بھی قادیانی ہی جھوٹے ثابت ہوں گے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ ’’عصمت‘‘ جو خدا نے کیا۔ وہ مکمل حفاظت کے رنگ میں ظاہر کیا۔ یقیناً قادیانی دجل وفریب کا ناطقہ بند کرنے کو ایسا کیا گیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ: ’’واللہ یعصمك من الناس‘‘ کی بشارت کے بعد رسول کریم ﷺ کو کفار کوئی جسمانی گزند بھی نہیں پہنچا سکے۔

قادیانی کا یہ کہنا کہ جنگ احد میں رسول کریم ﷺ کا زخمی ہونا اور دانت مبارک کا ٹوٹ جانا اس بشارت کے بعد ہوا ہے: یہ ’’دو دونے چار روٹیاں‘‘ والی مثال ہے اور قادیانی کے تاریخ اسلام اور علوم قرآنی سے کامل اور مرکب جہالت کا ثبوت ہے۔ جنگ احد ہوا تھا۔ شوال ۳ھ میں اور رسول کریم ﷺ کو زخم اور دیگر جسمانی تکلیف بھی اسی ماہ میں لاحق ہوئی تھی۔ جیسا کہ قادیانی خود تسلیم کر رہا ہے۔ مگر یہ آیت سورۃ المائدہ کی ہے۔ جو نازل ہوئی تھی۔ ۵ھ اور ۷ھ کے درمیان زمانہ میں۔ دیکھو خود مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری اپنی تفسیر میں یوں رقمطراز ہے: ’’ان مضامین پر جن کا ذکر اس سورۃ المائدہ میں ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہ رائے اکثر محققین کی بھی ہے کہ اس سورت کے اکثر حصہ کا نزول پانچویں اور ساتویں سال ہجری کے درمیان ہے۔‘‘ (بیان القرآن ص۶۰۲، مطبوعہ ۱۳۴۱ھ)

اب رہا سوال خاص اس آیت: ’’واللہ یعصمك من الناس‘‘ کے نزول کا سو اس بارہ میں ہم قادیانی نبی اور اس کی امت کے مسلم مجدد صدی نہم علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا قول پیش کرتے ہیں:

’’واللہ یعصمك من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃؓ انہا نزلت فی السفر واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن جابر انہا نزلت فی ذات الرقاع باعلیٰ نخل فی غزوۃ بنی انمار‘‘ (تفسیر اتقان جزو اوّل ص۲۳)

مطلب جس کا یہ ہے کہ غزوہ بنی انمار کے زمانہ میں یہ آیت سفر میں نازل ہوئی تھی۔ جب اس آیت کا وقت نزول غزوہ بنی انمار کا زمانہ ثابت ہوگیا تو اس کی تاریخ نزول کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ کیونکہ یہ بات تاریخ اسلامی کے ادنیٰ طالب علم سے بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ غزوہ بنی انمار ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ مفصل دیکھو کتب تاریخ اسلام ابن ہشام وغیرہ۔ لیجئے! ہم اپنی تصدیق میں مرزا قادیانی کا اپنا قول ہی پیش کرتے ہیں۔ تاکہ مخالفین کے لئے کوئی جگہ بھاگنے کی نہ رہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’لکھا ہے کہ اوّل مرتبہ میں جناب پیغمبر خدا چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت: ’’واللہ یعصمك من الناس‘‘ نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔‘‘

(الحکم ص۲، مورخہ ۲۴ راگست ۱۸۹۹ء، بحوالہ تفسیر القرآن موسومہ بہ خزینۃ العرفان قادیانی ص۲۹۵)

داتہ تحصیل وضلع مانسہرہ میں مرزائیت آمد واختتام کی تفصیل

آخری قسط

سید شجاعت علی شاہ

۸...... احمد جی ولد ملاں موسیٰ قوم گجر: یہ ابتدائی مرزائیوں میں تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ بابو رحمت اللہ، عبداللطیف اور فضل دین۔ بابو رحمت اللہ: یہ مرزائی تھا اور قادیان کے سکول میں تعلیم حاصل کی۔ محکمہ جنگلات میں ذمہ دار حیثیت میں ملازم تھا۔ قومی اور منصبی حیثیت کو مرزائیت کے فروغ کے لئے خوب استعمال کیا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ عطاء ولد رحمت اللہ: یہ مرزائی تھا۔ سکول ماسٹر تھا۔ رانا کرامت اللہ کے جنازے کے ساتھ نہر میں ڈوبنے والوں میں تھا۔ اس کی شادی بالاکوٹ کے مرزائیوں میں ہوئی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے مسلمان ہوگئے اور تبلیغی بھائیوں کے زیر اثر ہیں۔ اللہ استقامت دے۔ محمود عرف مودی: یہ مرزائی ہے اور ربوہ چلا گیا تھا۔ وہاں ہی رہائش اختیار کر لی۔ گاؤں والوں سے تعلق نہیں ہے۔ اب سنا ہے بیرون ملک چلا گیا ہے۔ واللہ اعلم!

عبداللطیف ولد احمد جی: مرزائی تھا اور مرزائی مرا۔ ایک لڑکا کاکا حفیظ نامی ہے جو مسلمان ہو چکا ہے اور بحیثیت مسلمان گاؤں داتہ کا رہائشہ ہے۔ بیٹا عمر نامی مسلمان ہے۔ مرزائیوں کے ساتھ کوئی تعلق سننے میں نہیں آیا۔ اللہ استقامت دے۔ فضل دین ولد احمد جی: مرزائی مرا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ عبدالرحیم ولد فضل دین: یہ فوج میں ملازم تھا۔ صوبیدار ریٹائرڈ ہوا۔ بڑا باثر قادیانی تھا۔ ۱۹۷۴ء میں ربوہ چلا گیا۔ وہاں ہی مرا اور دفن ہوا۔ اس کے مرنے پر تعزیت کے لئے کچھ مسلمان ہونے والے رشتہ داروں کی شرکت کی اطلاع جب ملی تو ان سے بائیکاٹ کیا گیا۔

بعد میں ناظم اعلیٰ صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہدایت پر قاضی احسان صاحب مبلغ اسلام آباد سے تشریف لائے اور ان لوگوں سے پختہ قول وقرار لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کی اسلام پر استقامت اور مرزائیوں سے قطع تعلق ہے۔ لہٰذا کوئی منفی بات سننے میں نہیں آئی۔ اللہ استقامت دے۔

عبدالرحیم ولد فضل دین کے بیٹوں میں: رفیع احمد: شروع میں مسلمان ہوگیا اور اپنی خوش دامن کے ساتھ شیخ آباد نامی گاؤں میں رہتا ہے۔ کبھی کبھار غمی خوشی میں نظر آتا ہے۔ دیگر اولاد میں: شریف: مرزائی ہے۔ ہری پور حطار میں ملازم ہے اور وہیں ہی مستقل رہائش اختیار کر رکھی ہے۔ گاؤں میں کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ دو بیٹے سراج اور حماد مرزائی ہیں۔ عزیز: فوج کا ملازم تھا۔ کٹر مرزائی تھا۔ رہائش مانسہرہ میں اختیار کر لی تھی اور گاؤں سے تعلق ختم کر دیا تھا۔ جب فوت ہوا تو مرزائیوں نے دفن کیا۔ ایک لڑکا طاہر نامی

اب مسلمان ہو چکا ہے۔ تین بیٹے شاہد، زاہد اور ارشاد مرزائی ہیں۔ اظہر، عرف گلابا: مرزائی ہے۔ بیرون ملک ملازم ہے اور گاؤں سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ مستقل رہائش ربوہ میں ہے۔

شاکر: مرزائی ہے بیرون ملک ہے۔ احسان: مرزائی ہے۔ بیرون ملک ہے۔ کامران: مرزائی ہے داتہ سے تعلق نہیں۔ انیس: مرزائی تھا۔ لاولد فوت ہوگیا۔ عبدالکریم ولد فضل دین: جنگل کے محکمہ میں ملازم تھا۔ بہت با اثر مرزائی تھا۔ ۱۹۷۴ء میں منافقانہ اعلان کیا۔ مگر بعد میں مکر گیا۔

اس کے نو بیٹے تھے۔ صدیق: ابتداء میں مسلمان ہوا اور باپ سے علیحدہ ہوکر کراچی چلا گیا۔ فوت ہوا تو مسلمانوں نے دفن کیا۔ خالد: مسلمان ہو چکا ہے۔ مرزائی بیوی کو چھوڑ کر مسلمان عورت سے شادی کر لی ہے۔ گاؤں میں بحیثیت مسلمان رہتا ہے۔ آصف: ایئرفورس سے ریٹائرڈ ہے۔ مسلمان ہے اور بحیثیت مسلمان رہتا ہے۔ کلیم الدین: مسلمان ہے اور سعودی عرب میں ملازم ہے۔ خورشید: مرزائی ہے اور جرمنی کا رہائشی ہے۔ گاؤں میں کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ جمیل: مرزائی تھا۔ دو بیٹے ہیں۔ دونوں مرزائی ہیں۔ رفیق: دماغی توازن خراب تھا۔ فوت ہوگیا ہے۔ عارف: مرزائی ہے اور جرمنی میں ہے۔ گل: مرزائی اور بیرون ملک ہے۔

۹...... بہادر ولد رحمت اللہ: اس کی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی مزید حالات معلوم ہو سکے۔

۱۰...... علی بہادر ولد خیر اللہ: یہ مرزائی مرا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ حامد: یہ برطانیہ چلا گیا۔ سنا ہے وہاں مسلمان ہوگیا اور تبلیغ میں لگ گیا۔ واللہ اعلم! داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ یار: یہ مرزائی تھا۔ ہری پور میں رہائش تھی۔ مرنے پر اس کی میت لے آئے اور وہاں کے لوگوں نے گواہی دی کہ مسلمان تھا۔ بعد میں تمام اولاد مسلمان ہے اور کوئی امر خلاف اسلام نہیں دیکھا گیا۔ نسیم: یہ ایبٹ آباد کا مستقل رہائشی تھا اور سنا ہے وہاں مسلمان ہو چکا تھا۔ کچھ عرصہ قبل فوت ہوا اور مسلمانوں نے جنازہ پڑھا۔

۱۱...... ہدایت اللہ ولد خیر اللہ: علی بہادر کا بھائی تھا۔ تین لڑکے تھے۔ یوسف: یہ کٹر مرزائی تھا۔ مرزائی مرا۔ کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ بیٹیوں کے مسلمان ہونے کی اطلاع ہے۔ عبدالعزیز: مرزائی تھا اور اس کا بیٹا صدیق مسلمان ہے۔ ایبٹ آباد کا مستقل رہائشی ہے۔ احمد حسن: صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔ ایبٹ آباد کا مستقل رہائشی ہے۔ (حال ہی میں فوت ہوا۔ مسلمانوں نے جنازہ پڑھا اور دفن کیا)

۱۲...... جمعدار گل حسن: مرزائی تھا، مرزائی مرا۔ اس کا بیٹا ڈاکٹر سعید ہری پور چلا گیا اور وہاں ہی کا ہوکر رہ گیا۔ جب مرا تو ہری پوری والے لوگ اسے داتہ لے آئے اور جنازہ کر کے داتہ میں اس کی زمین میں دفن کر دیا۔ داتہ کے صرف چار آدمی اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔ بعد میں خطیب جامع مسجد داتہ نے انہیں سزا دی اور توبہ کروا کر تجدید نکاح کروایا۔ ’’قادیانی جنازہ‘‘ نامی رسالہ اسی کے جنازے

سے متعلق ہے۔ مگر سائل نے سوال میں داتہ کے لوگوں کا ذکر دیا جو حقیقت میں درست نہیں۔ جنازہ پڑھانے والا امام بھی ہری پور کا تھا اور لوگ بھی وہاں ہی سے آئے تھے۔ صرف چار لوگ داتہ کے تھے۔ اس کے بیٹے ماسوائے ایک کے جن کے نام شریف احمد، نذیر احمد اور احمد ہیں مسلمان ہوگئے۔ مگر کوئی بھی داتہ میں رہائش نہیں رکھتا۔ ایک بھائی بشیر نامی مرزائی ہے اور ہری پور میں رہتا ہے۔ گل حسن کا دوسرا بیٹا احمد حسن تھا۔ پشاور یونیورسٹی کا افسر تھا۔ وہاں ہی رہائش پذیر ہوا اور داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اولاد کا پتہ نہیں۔

۱۳...... منشی اکرم: یہ مرزائی تھا اور بیٹے بھی مرزائی تھے۔ ۱۹۷۴ء میں مسلمان ہوگئے تھے۔ شریف: ایبٹ آباد کا رہائشی ہے۔ تمام اولاد ماسوائے ایک بیٹے کے مسلمان ہے۔ ایک بیٹا وحید احمد مرزائی ہے اور کینیڈا میں ہے۔ بشیر: مانسہرہ میں رہائش پذیر ہے۔ منیر: ریٹائرمنٹ کے بعد داتہ میں آ گیا ہے۔

۱۴...... فقیر ولد مہند علی: یہ کٹر مرزائی تھا۔ مرزائی مرا اور ربوہ میں دفن ہوا۔ اس کے دو بیٹے مرزائی ہیں اور بیرون ملک ہیں۔ عام رہائش ربوہ (چناب نگر) میں ہی ہے۔ داتہ نہیں آتے۔ بیٹوں کے نام تاج، مبارک اور بشارت ہیں۔ بشارت چند سال قبل مسلمان ہوا اور یہاں سے ایک سابقہ مرزائی موجودہ مسلمان کے ہاں شادی کی۔

۱۵...... عبدالرحمٰن ساکنہ تریڑھی: یہ مرزائیوں (قادیانی گروپ) کا امام تھا۔ مرزائی مرا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ عبدالسلام: سکول ماسٹر تھا۔ مرزائی مرا۔ کوئی اولاد نہ تھی۔ نصیر احمد: نیوی میں ملازم تھا۔ بعد میں مسلمان ہوا۔ مگر داتہ میں رہائش نہیں رکھی۔ داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۶...... ماسٹر عبدالرؤف: یہ لاہوری مرزائی تھا۔ سکول ٹیچر تھا۔ ۱۹۷۴ء میں واہ کینٹ نقل مکانی کرلی اور اپنا واحد مکان فروخت کردیا۔ دو بیٹے تھے۔ بشارت: آرمی میں اعلیٰ افسر۔ مسعود: خان پور خارج کا پرنسپل تھا۔ دونوں بعد میں والد کے ہمراہ واہ کینٹ میں مسلمان ہوئے۔ وہاں ہی رہائش پذیر ہیں۔ داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ماسٹر عبدالرؤف کا ایک بھائی سلیم تھا جو داتہ میں نہیں رہا۔ مانسہرہ کا رہائشی تھا۔ مزید حالات معلوم نہیں۔

۱۷...... مسیح الرحمٰن: مرزائی تھا۔ مرزائی مرا۔ تین بیٹے مرزائی ہیں۔ ذوالفقار: مرزائی ہے۔ ہری پور میں ہزارہ پبلک سکول کا مالک ہے۔ وہاں پر ہی رہتا ہے۔ حنیف: مرزائی ہے۔ ایم.ای.ایس میں ملازم ہے اور ہری پور میں مستقل رہائش ہے۔ منظور: مرزائی ہے۔ کاروبار اور رہائش ہری پور میں ہے۔

۱۸...... فیض اللہ ولد عبداللہ: مرزائی مرا۔ ایک بیٹا حمید ہے جو جرمنی میں ہے۔ ربوہ کا مستقل رہائشی ہے۔ داتہ سے تعلق نہیں ہے۔

۱۹...... رحمت اللہ ولد ملاں حبیب: مرزائی تھا اور مرزائی مرا۔ دو بیٹے اسلم اور سفیر مسلمان ہوگئے اور داتہ میں رہتے ہیں۔ اللہ استقامت دے۔

۲۰...... فضل الرحمٰن ولد عبداللہ: یہ تربیلہ سے آیا۔ فیض اللہ کا داماد تھا۔ تحریک ۱۹۷۴ء کے دوران نقل مکانی کر کے ایبٹ آباد چلا گیا اور وہاں ہی رہائش پذیر ہے۔ تمام بیٹے مرزائی ہیں مگر داتہ سے تعلق نہیں۔ (مبشر مر گیا ہے۔ تنویر، مطیع، شیراز)

۲۱...... عبدالحمید: یہ مسلمان گھرانے کا تھا۔ ہیڈ ماسٹر تھا۔ بعد میں مرزائی ہوا اور پختہ مرزائی تھا۔ تحریک ۱۹۷۴ء کے بعد دوبارہ مسلمان ہو گیا او جماعت اسلامی سے تعلق رہا۔ مسلمان مرا۔ بیٹا مسلمان ہے۔ بھائی سارے صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

۲۲...... محمد فرید ولد محمد حسین: ریلوے میں ملازم تھا۔ کراچی کا رہائش پذیر ہے۔ مرزائی ہو گیا تھا۔ آخر میں مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ دیگر تمام بھائی اور سارا خاندان مسلمان ہے۔

۲۳...... ملاں دینہ: یہ گاؤں لنڈہ کا رہنے والا تھا۔ دو بیٹے تھے اور داتہ میں رہائش تھی۔ غلام نبی: قتل کیس میں پھانسی ہو گئی۔ ڈاکٹر محمد دین: مرزائی تھا۔ اسلام کا اعلان کیا۔ مگر داتہ میں رہائش نہیں رکھی۔ بیٹا سنا ہے لندن میں ہے۔ مذہب کا پتہ نہیں۔ سردار ظہور کا بہنوئی ہے۔

۲۴...... غلام قادر: مرزائی تھا۔ داتہ سے نقل مکانی کر کے چلا گیا تھا۔ تین بیٹے تھے۔ غلام احمد، ضیاء احمد اور آفتاب احمد۔ تینوں بھائی داتہ میں نہیں رہے۔ اولاد کا پتہ معلوم نہیں۔ داتہ کے وہ لوگ جو ابھی تک مرزائی ہیں:

۱...... حفیظ احمد ولد شاہ عبدالحمید: اسلام آباد میں مستقل رہائش ہے۔ داتہ سے لاتعلق ہے۔

۲...... محمود (مودی) ولد بابو رحمت اللہ: مرزائی ہے۔ بیرون ملک ملازم ہے۔ اہل وعیال ربوہ کے رہائشی ہیں۔ داتہ میں آمدورفت نہیں۔ ۳...... عبدالرحیم ولد فضل دین: مرزائی مرا۔ اس کی اولاد: شریف ولد عبدالرحیم: حطار ہری پور میں ملازم ہے اور رہائش بھی وہیں ہے۔ داتہ میں آمدورفت بالکل نہیں ہے۔ دو بیٹے سراج اور حماد مرزائی ہیں۔ باپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ عزیز ولد عبدالرحیم: فوت ہو چکا ہے۔ تین بیٹے شاہد، زاہد اور ارشاد مرزائی ہیں۔ پہلے مانسہرہ کے رہائشی تھے۔ اب رہائش کا پتہ معلوم نہیں۔ داتہ میں آمدورفت بالکل نہیں۔ ایک بیٹا طاہر چند سال قبل مسلمان ہو گیا تھا مگر داتہ میں رہائش نہیں ہے۔ انیس: مرزائی تھا۔ شاکر، احسان، کامران، اظہر مرزائی ہیں۔ بیرون ملک ہیں۔ ۴...... عبدالکریم ولد فضل دین: مر چکا ہے۔ اولاد میں چار بیٹے مسلمان اور باقی مرزائی ہیں۔ مگر مرزائی بیٹوں میں سے کسی کی رہائش داتہ میں نہیں۔ کوئی بیرون ملک اور بعض کراچی میں ہیں۔ صدیق: مسلمان تھا۔ فوت ہو چکا ہے۔ رہائش کراچی میں تھی۔ خالد: مسلمان ہے داتہ میں ہے۔ آصف: مسلمان ہے داتہ میں ہے۔ کلیم الدین: مسلمان ہے۔ سعودیہ عرب میں ملازم ہے۔ جمیل: مرزائی فوت ہوا۔ کراچی کا رہائشی تھا۔ بیٹے بھی مرزائی ہیں مگر کراچی میں ہیں۔ داتہ میں

آمدورفت نہیں۔ خورشید: مرزائی ہے اور جرمنی میں ہے۔ عارف: مرزائی ہے اور جرمنی میں ہے۔ گل: مرزائی ہے اور بیرون ملک ہے۔

۵......محمود، مبشر، منور: احمد زمان شاہ کے تینوں لڑکے مرزائی ہیں اور ربوہ کے مستقل رہائشی ہیں۔ یہاں داتہ میں آمدورفت بالکل نہیں۔ ۶......ڈاکٹر سعید ہری پور والے کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا بشیر مرزائی ہیں۔ مستقل رہائش ہری پور میں ہے۔ داتہ سے تعلق نہیں ہے۔ ۷......تاج، مبارک: فقیر کے دونوں بیٹے مرزائی ہیں اور بیرون ملک ہیں۔ اہل وعیال ربوہ میں ہیں۔ ۸......حمید ولد فیض اللہ: مرزائی ہے جرمنی میں رہتا ہے۔ ربوہ میں آمدورفت ہے۔ داتہ سے تعلق نہیں۔ اولاد کا پتہ نہیں۔ ۹......فضل الرحمٰن: مرزائی ہے۔ مستقل رہائش ایبٹ آباد میں ہے۔ تینوں بیٹے تنویر، مطیع اور شیراز مرزائی ہیں اور والد کے ساتھ رہتے ہیں۔ داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۰......ذوالفقار ولد مسیح الرحمٰن: مرزائی ہے۔ ہری پور میں رہائش ہے اور وہاں پر ہزارہ پبلک سکول کے نام سے ادارے کا مالک ہے۔ بیوی بھی جو کہ ڈاکٹر سعید (قادیانی جنازہ والے) کی بیٹی ہے۔ سرگرم مرزائی ہے مگر داتہ میں آمدورفت نہیں ہے۔ ۱۱......حنیف ولد مسیح الرحمٰن: مرزائی ہے۔ ہری پور کا رہائشی ہے۔ ایم.بی. بی بینک میں ملازم ہے۔ داتہ میں آمدورفت نہیں ہے۔ ۱۲......منظور ولد مسیح الرحمٰن: مرزائی ہری پور کا رہائشی ہے۔ ماربل کا کاروبار کرتا ہے۔ داتہ سے تعلق نہیں ہے۔ ۱۳......وحید ولد شریف: مرزائی ہے۔ کینیڈا میں ملازم ہے۔ والد کی مستقل رہائش ایبٹ آباد میں ہے۔ داتہ میں آمدورفت نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام قادیانیوں کو دین اسلام قبول کرنے اور قادیانیت ترک کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

میرپورخاص سندھ میں قادیانی گھرانے کا قبول اسلام

پنہور کالونی میرپورخاص سندھ کے رہائشی محمد اسحاق سابق قادیانی اپنے بیوی بچوں سمیت قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگیا۔ میرپورخاص مدینہ مسجد کے امام وخطیب مولانا حفیظ الرحمٰن کے ہاتھ پر قادیانی گھرانے نے قادیانیت سے برأت کا اعلان اور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، حلقہ میرپورخاص کے مبلغ مولانا مختار احمد اور مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد نے نومسلم حضرات کو مبارکباد پیش کی اور تادم زیست دین اسلام پر استقامت کی دعا کی۔

سید عباس حسین گردیزی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

قسط نمبر 2 ادارہ!

غور کیجئے! مرزا جی اپنے آپ کو کبھی مریم کہتا ہے۔ پھر وہی اپنے آپ کو ابن مریم کہتا ہے اور وہی ''اسے شراب خور بتاتا ہے۔'' (کشتی نوح ص ۶۶، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱ حاشیہ) انصاف کیجئے کہ ایسے افتراء پرداز اور اللہ جیسی عظیم واکبر ذات پر اس قدر بہتان باندھنے والے کی سزا کتنی سخت ہونا چاہئے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسی کو ارتداد کہتے ہیں اور مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

جناب عالی! اسی ماہ شعبان یعنی اگست ۱۹۷۴ء کے ''کویتی ماہنامہ الداعی الاسلامی'' میں ص ۱۰۶ پر، وزارت اوقاف وشئون اسلامیہ کویت کے ترجمان نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ ''مسیح منتظر'' ...... روح مسیح اس میں اتر آئی ہے۔'' ...... ''اس پر وحی ہوتی ہے۔'' ان جیسے چند نکتوں کو پیش نظر رکھ کر ''نفی جہاد'' اور ''انگریزوں کی غیر مشروط حمایت'' کے پس منظر میں اس شخص اور اس کی جماعت کو اسلام کے خلاف منظم سازش اور اسلام کی جگہ ایک دین جدید بتایا گیا ہے اور یقیناً ہر صاحب عقل وہوش اس سازش کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان، علماء اسلام کے اس متفق علیہ فیصلے کو نافذ العمل قرار دے گا کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے دونوں گروہ جو مرزا غلام احمد کو صاحب وحی مانتے ہیں، اپنے اس عقیدے میں باطل پر ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے اس عقیدے کو صحیح مانتے ہیں۔ تو بقول علماء یہ سب کافر ہیں اور ایک ایسے دین کے پرستار ہیں جن کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ...... یہ ایک اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے اور اقلیتیں ہمارے ملک میں رہتی ہیں یہ بھی ایک اقلیت ہے اور ملک میں رہتی ہے۔

نبی اور رسول ہونے کا یہ دعویٰ دار اور اس کی جماعت واضح طور پر اپنے ملفوظات، اپنے عقائد، اپنے اعمال، اپنے خود ساختہ نظام میں خود ہی ہم سے الگ ہے اور ہمیں کافر سمجھتی ہے اور حقیقی مسلمان نہیں جانتی۔ یہ لوگ کبھی رسولوں کی توہین کرتے ہیں۔ کبھی بزرگان دین کو سبک کرتے ہیں۔ ان کی مسلسل یہی کوشش ہے کہ کسی طرح مسلمان ذلیل ہو جائیں۔ مسلمان مشتعل ہو کر یا ان سے دست وگریبان ہوں یا آپس میں کٹ مریں۔ شیعہ سنی اختلاف ہو، شیعہ ہوں یا دیوبندی اور بریلوی، اہل حدیث ہوں یا حنفی۔ ایک گھر کے افراد، ایک سماج کے رکن، ایک دین کے پرستار ہیں۔ یہ فرزندان اسلام، ناموس توحید ورسالت پر جان نثار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ سب توحید ورسالت وقرآن پر یکساں عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کے مقابلے میں کبھی کسی کتاب کو رکھنے کی جسارت نہیں کی۔ انہوں نے نبی کے برابر کسی کو نہیں مانا۔ ان

کا ملجاؤ ماویٰ ایک، ان کا مرنا جینا ایک، ان کا دستور ایک، یہ دونوں اسلام کی قدیم ترین تشریحیں ہیں۔ یہ دونوں دین اسلام کے دفتر کے دو صفحے ہیں۔ ان دونوں نے ہمیشہ دین پر جان قربان کی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ مرے ہیں۔ انہوں نے اپنی موت گوارہ کی ہے۔ مگر ایک دوسرے کو موت سے بچایا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، رسول پاک ﷺ کے بھائی ہیں اور پروردۂ آغوش بھی، داماد بھی ہیں اور جاں نثار بھی۔ ان کے والد بزرگوار نے سب سے پہلے اللہ کے آخری رسول ﷺ اور ان کے منصب کی حفاظت میں غیر معمولی جان فروشی اور بے مثال قربانی دے کر مسلمانوں کو سبق دیا ہے کہ محمد مصطفی ﷺ کی جان اور آبرو، پیغام اور حقانیت پر آنچ نہ آنے دینا۔ مکے میں 2773 جب تک ابوطالب زندہ رہے، آنحضرت ﷺ پر آنچ نہ آنے پائی۔ جب دیکھا کہ قریش نہیں مانتے تو اللہ کے آخری نبی ﷺ کو اپنے قلعے میں لے کر چلے گئے اور ''شعب'' میں اتنی سختیاں اٹھائیں کہ جب محاصرہ ختم ہوا اور اس کے دروازے کھلے تو ابوطالب فاقوں کی زیادتی اور غموں کی فراوانی سے اتنے کمزور وناتواں، ضعیف ونیم جاں ہو چکے تھے کہ زیادہ دن دنیا میں نہ رہ سکے اور چند دنوں میں سفر آخرت فرما گئے۔

علیؑ اس عظیم باپ کے فرزند تھے۔ آپ نے شب ہجرت سے لے کر احد وبدر وحنین، خیبر وخندق بلکہ مباہلے تک ہر معرکے میں حق خدمت کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ اسی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے دعوت ذوالعشیرہ سے حجۃ الوداع تک ہر موقع پر اپنا بھائی اور امت کا مولا کہا۔ حد یہ ہے کہ خود سرور عالم خاتم النبیین ﷺ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تشبیہ حضرت ہارون نبی سے یوں دی ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ '' ﴿تم مجھ سے وہی نسبت رشتہ اور وہی درجہ رکھتے ہو، تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے۔﴾ میں قربان ہوں حکمت ونگاہ نبوت پر۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جملہ اس پر تمام نہیں کیا بلکہ فرمایا: ''الا انہ لا نبی بعدی '' ﴿مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ اس لئے کہ کوئی علیؑ کو نبی نہ مان لے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم مسلمان کسی ایسے شخص کو مسلمان نہیں مانتے جو علیؑ کو نعوذ باللہ من ذالک، اللہ یا اللہ کے برابر مانتا ہو۔ یا جو شخص بھی حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کا حریف یا ہم منصب وہم رتبہ سمجھتا ہو۔ وہ لوگ مشرک وکافر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ، معاذ اللہ! ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اب تک نہج البلاغہ یعنی حضرت کے خطبوں کا مجموعہ بڑے بڑے عربوں کو حیران کئے ہوئے ہے اور صدیاں گزر گئی ہیں۔ مگر وہ خطبے ادب وفکر وفلسفہ اسلام میں اپنا جواب دیکھنے سے محروم ہیں۔ صدیوں سے پڑھنے والے پڑھتے اور شرحیں لکھتے چلے آئے ہیں۔ مگر کسی نے کہیں نہ سنا نہ پڑھا کہ امیر المومنین یا ان کے ماننے والے اثنا عشری آپ کو صاحب وحی مانتے ہوں۔

اصول دین وعقائد امامیہ کا طویل وضخیم دفتر اس عقیدے سے خالی اور تمام شیعہ اس عقیدے سے بری ہیں۔ دراصل یہ الزامی جواب اور ڈوبتے میں تنکے کا سہارا ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جن کے دینی رہنماء نے اپنی تالیف (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ص۵۶۴) پر لکھا ہے: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ص۱۵۸) پر لکھا ہے: ''ھل ینظرون الآ ان یاتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام '' یعنی '' اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔'' یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعے اپنا جلال ظاہر کرے گا۔ اور (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ص۱۰۸) کی یہ بات: ''انما امرك اذ اردت شیئا ان تقول له کن فیکون '' یعنی '' اے مرزا، تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو '' کن '' کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''

حضرت علی علیہ السلام کے خطبات کا مجموعہ '' نھج البلاغة '' امام زین العابدین کی دعاؤں کا مجموعہ '' صحیفہ کاملہ '' امام علی رضا علیہ السلام کی '' فقہ الرضا '' اور بعض آئمہ کی طرف سے منسوب کتابیں موجود ہیں۔ ان کے مطالعے سے اسلامی عقائد اور مسلمہ مسائل دین کے علاوہ، اللہ کی عظمت، توحید کی جلالت اور حقیقت عبدیت وکمال بندگی کے سوا کوئی بات ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتابیں تعلیمات رسول ﷺ کی ترجمان اور آنحضرت ﷺ کے دین حق کا اثبات ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور آپ کی ان قربانیوں پر قائم ہے جس پر طنز کرنے والا اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔

2778

(ملفوظات احمدیہ ج۲ص۱۴۲ طبع ربوہ ۱۹۶۰ء) کا یہ جملہ کس قدر مجرمانہ ہے: ''اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علیؓ (مرزا) تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' یہ دریدہ دہنی اس علی علیہ السلام کے بارے میں ہے جس کے لئے رسول ﷺ نے فرمایا '' من کنت مولاہ، فھذا علی مولاہ '' '' جس کا مولا میں ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔

مرزا ناصر احمد نے اپنے محضر نامے میں جن غیر مستند اور بعض غیر شیعہ اثناء عشری کتابوں کے حوالے دے کر شیعہ سنی اختلاف کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ وہ دراصل اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ ان کے حوالے ناقص وغلط ہیں۔ '' تذکرۃ الائمہ '' نامی بے شمار کتابیں ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے محضر نامے کے صفحہ ۱۸۳ پر حوالہ در حوالہ جن کتابوں کو استعمال کیا ہے۔ نہ ان کے مؤلف کا نام ہے۔ نہ کتابوں کے صحیح نام۔ نیز ان میں سے کوئی کتاب نہ وحی ہے، نہ الہام، نہ شیعوں پر ان کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے، نہ ان کی مندرجات کو صحاح کا درجہ اور نعوذ باللہ قرآن مجید کا مقابل تصور کیا گیا ہے۔ امام کی ذات وصفات کی شرطیں سخت اور بالکل واضح ہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... تبصرہ نگار: محمد وسیم اسلم

مولانا عبدالرحیم اشرف ؒ حیات و خدمات جلد ا: مرتب: ڈاکٹر زاہد اشرف: صفحات: ۴۴۰: قیمت: درج نہیں: ناشر: مکتبہ ''المنبر'' جامعہ سٹریٹ بالمقابل ستارہ ٹیکسٹائل ملز، سرگودھا روڈ فیصل آباد!

تمام مکاتب فکر کے نامور علماء کرام، اہل قلم اور ارباب علم و دانش نے مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف ؒ کی دینی وملی خدمات کو قلم وقرطاس کے ذریعہ خراج تحسین کا جو جامہ پہنایا، زیر تبصرہ کتاب میں ان کو یکجا کیا گیا ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشرف ؒ کی مذہبی، سیاسی اور سماجی خدمات کو خوب سراہا گیا ہے۔ تمام حضرات کے مضامین میں آپ کے جو اوصاف قدر مشترک پائے جاتے ہیں وہ یہ کہ آپ اسلامی تہذیب وثقافت کے نقیب، حق وصداقت کے امین، شرافت ومتانت کے پیکر، انتہائی متعدل شخصیت اور اتحاد امت کا درد رکھنے والے متبحر عالم دین تھے۔ قدرت نے آپ کو علم وحکمت، عقل ودانائی، سلیقہ شعاری، طبیعت کی نرمی، لہجے کی مٹھاس، سیاسی وریاستی سوجھ بوجھ کا وافر حصہ ودیعت کر رکھا تھا۔ آپ اہل حدیث عالم دین تھے لیکن اتحاد بین المسلمین کے لئے اسلامیان فیصل آباد کے لئے بالخصوص اور اسلامیان پاکستان کے لئے بالعموم دل وجان سے کوشاں رہے۔ ادیب، خطیب، لبیب ہونے کے ساتھ ساتھ کمال درجہ کے حاذق وطبیب بھی تھے۔ اشرف لیبارٹری والوں کے نام سے ملک گیر شہرت رکھتے تھے۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ قادیانیت جیسے سنگین فتنوں کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہے۔ آپ کا رسالہ ''المنبر'' کے نام شائع ہوتا۔ جس میں آپ نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ ان تمام خدمات کی روشنی میں جس نے، جو بھی لکھا، کمال لکھا۔ تحریر ومضامین کی روشنی میں جو تخیلاتی عکس ذہن نشین ہوا۔ کتاب کے آخری صفحات میں مولانا موصوف کی رنگین تصاویر دیکھ کر ویسا ہی ان کو پایا۔ وقار، شان وشوکت، سادگی اور وضع داری میں اپنی مثال آپ تھے۔

کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ''پیغامات، نگارشات علماء کرام، نگارشات اصحاب تعلیم، نگارشات اہل قلم اور منظوم عقیدتیں'' کے عناوین سے بالترتیب ابواب بندی کر کے تمام حضرات کے خیالات وتاثرات کو آپ کے فرزند ارجمند ڈاکٹر زاہد اشرف نے جمع کر دیا ہے۔ کتاب کو خوبصورتی اور معیار کے اعتبار سے عمدہ شائع کیا گیا ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس اوچ شریف

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم جولائی ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ کو ختم نبوت کانفرنس بستی شکرانی اوچ شریف میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز ایک بجے ہوا۔ چھ بجے تک کانفرنس جاری رہی۔ کانفرنس کی نگرانی مولانا محمد اسحٰق ساقی نے کی۔ کانفرنس جناب عبدالشکور خان شکرانی کی صدارت میں شروع ہوئی۔ جس میں مولانا یار محمد عابد، قاری محمد صادق قاسمی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ مقررین حضرات نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت کو خوب اجاگر کیا۔ مولانا رشید احمد عباسی، حافظ محمد عبداللہ عباسی، مولانا محمد ابراہیم، قاری اشتیاق احمد، قاضی محمد عمرو دیگر احباب نے کانفرنس کے انتظامی امور کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔

ختم نبوت کانفرنس احمد پور شرقیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم جولائی ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء احمد پور شرقیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس قاری خلیل احمد کے زیر انتظام اور جناب شیر محمد قریشی امیر عالمی مجلس احمد پور شرقیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا محمد اسحاق ساقی ودیگر علماء کرام نے بیانات کئے۔ دارالعلوم فتحیہ کے اساتذہ کرام، مولانا سیف الرحمٰن راشدی ان حضرات نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔

ختم نبوت کانفرنس وہوا

۲۸؍جون ۲۰۱۸ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وہوا کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت: مولانا عبدالعزیز لاشاری، نعت: جناب غلام فرید طیب، بیان: مولانا اللہ وسایا، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی۔ زیر نگرانی: مبلغ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان مولانا محمد اقبال، مولانا سعد اللہ سعدی اور قاری محمد شوکت۔ خصوصی شرکت مولانا محمد شریف حیدری۔

ختم نبوت کورس خانیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دوروزہ ختم نبوت کورس جامع مسجد عمر فاروق بلال کالونی

خانیوال میں ۳،۴جولائی ۲۰۰۱ء بروز منگل، بدھ منعقد ہوا۔ ختم نبوت کورس مولانا عطاء المنعم نعیم کی نگرانی اور مولانا محمد عباس اختر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شرکاء کورس کو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، پیر طریقت مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی، مولانا خالد محمود ازہر اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالستار گورمانی نے اسباق پڑھائے۔ مولانا حفیظ اللہ صدیقی نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔ کورس کے اختتام پر اعزازی انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

مولانا اللہ وسایا کے دورۂ سندھ کی اجمالی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا چھ روزہ دورۂ سندھ پر ۱۵؍جولائی ۲۰۱۸ء کو کراچی تشریف لائے۔

۱۵؍جولائی بروز اتوار صبح ۱۱ بجے شایان لان بلوچ کالونی میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی سرپرستی، استاذ العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر امیر مرکزیہ کی زیر صدارت اور مولانا محمد رضوان کی زیر نگرانی تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام، عوام الناس اور دیگر شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی، خواتین کے لئے پردہ کا انتظام بھی کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک مولانا حافظ محمد کلیم اللہ نعمان، ہدیۂ نعت حافظ عرفان سعید اور نقابت کے فرائض مولانا عبدالحئی مطمئن نے ادا کئے۔ سیمینار سے اختتامی کلمات اور دعا مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ نے کرائی۔

اسی روز جامع مسجد شاداب کی انتظامیہ اور امام وخطیب مولانا مفتی ڈاکٹر عزیز الرحمٰن اور مولانا مفتی محمد خرم عباسی مہتمم جامعۃ الابرار اور مقامی کارکنوں کی کوشش اور محنت سے مولانا اللہ وسایا کا جامع مسجد شاداب، گلبرگ ٹاؤن بلاک ۱۱، فیڈرل بی ایریا میں بعد نماز عشاء مفصل بیان ہوا۔ مولانا محمد قاسم پروگرام کے منتظم تھے۔ پروگرام کے اختتام پر ''گلستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ'' حضرت مولانا مفتی محمد خرم عباسی کی طرف سے تحفتاً تقسیم کی گئی۔ پروگرام ہر اعتبار سے خوب رہا۔

۱۶؍جولائی بروز پیر صبح ساڑھے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک جامعہ اشرف المدارس میں حضرت شاہین ختم نبوت نے اساتذہ وطلباء کے سامنے عقیدہ تحفظ ختم نبوت پر سیر حاصل علمی گفتگو فرمائی۔ اسی روز نماز عصر دکھنی جامع مسجد میں ادا کی، جہاں بھائی محمد مستقیم پراچہ مرحوم کے بھائی، اور بیٹے مولانا محمد بن مستقیم پراچہ سے تعزیت کی اور مرحوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ رات بعد نماز عشاء جامعہ معہد الخلیل کے استاذ و مفتی محمد سلمان یاسین کی دعوت پر نجم مسجد شہید ملت روڈ پر مولانا اللہ وسایا کا ایمان افروز اور وجد آفرین بیان ہوا۔

۱۷ر جولائی بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد الہدیٰ بفرزون میں پروگرام منعقد ہوا، پروگرام کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بفرزون اور شادمان ٹاؤن کے ذمہ داران نے کیا۔ بعدازاں جامعہ فاروقیہ فیز ٹو میں مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان سے ملاقات کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد مولانا اللہ وسایا کی سربراہی میں جامعہ فاروقیہ فیز ٹو میں گیا۔ وفد میں قاضی احسان احمد، جناب سیّد انوارالحسن شاہ شامل تھے۔ مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب سے قریباً آدھ گھنٹہ ملاقات رہی اور مختلف امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔ انہوں نے ختم نبوت جماعت کی بھرپور محنتوں اور کاوشوں کو سراہا۔

۱۸ر جولائی بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد مدنی آئی بلاک نارتھ ناظم آباد میں مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا، پروگرام کا انتظام مولانا معاذ پراچہ نے مولانا محمد یونس اور مولانا محمد نعیم کی نگرانی میں کیا۔

۱۹ر جولائی بروز جمعرات صبح پونے دس کے قریب جامعہ معہد الخلیل الاسلامی میں مولانا اللہ وسایا تشریف لے گئے۔ جامعہ کے منتظمین نے عزت افزائی فرمائی، طلبا سے خطاب فرمایا۔ بعدازاں کراچی سے میرپورخاص کا سفر مولانا اللہ وسایا نے محترم الحاج طارق سمیع اور سیّد انوارالحسن شاہ کی معیت میں شروع کیا، میرپورخاص میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جدید مرکز اور مسجد کے تعمیراتی کام کا جائزہ لیا۔ دعائے خیر کی اور احباب میرپورخاص سے ملاقات ہوئی۔ عصر کے بعد مدینہ مسجد میں بیان کیا اور پانچ نومسلم حضرات کو اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی۔

۱۹ر جولائی بروز جمعرات بعد نماز عشاء گلزار حبیب مسجد پاک کالونی ٹنڈوالہیار میں ختم نبوت کانفرنس استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عرفان مدظلہ مہتمم مدرسہ صدیق اکبر ٹنڈوالہیار کی زیرسرپرستی، محبوب العلماء مولانا محمد راشد محبوب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوالہیار کی زیرصدارت اور امام وخطیب جامع مسجد گلزار حبیب مولانا خالد نثار کی زیرنگرانی منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نعت کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا، نقابت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کے مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا تھے۔ پروگرام میں خطیب سندھ واعظ خوش الحان مولانا قاری کامران، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر نے بھی شرکت کی۔ اس کے بعد حیدرآباد کی طرف قافلہ روانہ ہوا۔

۲۰ جولائی بروز جمعتہ المبارک کو مولانا توصیف احمد نے حیدرآباد کی مشہور ومعروف وسیع وعریض جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ میں مولانا اللہ وسایا اور جامع مسجد نعمانیہ لطیف آباد نمبر ۷ میں مولانا قاضی احسان احمد کا جمعہ طے کررکھا تھا۔ خطبات جمعہ سے فراغت کے بعد مولانا اللہ وسایا اور مولانا قاضی احسان احمد حیدرآباد سے ملتان کے لئے عازم سفر ہوئے۔

راجن پور میں قادیانی سماجی تنظیم کی ناکامی

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ گزشتہ شمارہ کے آخر میں قادیانی این جی او ہیومنٹی فرسٹ کی راجن پور میں کھلے بندوں اپنے عقائد کی تبلیغ اور غنڈہ گردی کے بارے میں خبر شائع ہوئی کہ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کا سودا کرنے کے لئے پانی کی فراہمی کو آڑ بناتے ہوئے قادیانیت کے پرچار میں مصروف عمل تھی۔ اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا جلیل الرحمٰن صدیقی نے دیگر علماء کرام کے ہمراہ پریس کانفرنس کی اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ فی الفور قادیانیوں کو اس امر قبیح سے روکا جائے۔ جس پر انتظامیہ حرکت میں آئی۔ علاقہ میں گشت کیا۔ صورت حال کا جائزہ اور مسلمانوں کے بیانات لینے کے بعد قادیانی سماجی تنظیم کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انہیں قادیانیت کی تبلیغ سے روکا گیا۔ مسلمانوں نے قادیانیوں کی اس شاطرانہ چال کو سمجھنے کے بعد ان کے لگائے ہوئے ہینڈ پمپ بھی اتار دیئے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران کو اپنا ایک بیان حلفی بھی لکھ کر دیا۔ جس کی عبارت درج ذیل ہے:

بیان حلفی: منجانب: حبیب اللہ ولد فرید بخش قوم دریشک سکنہ چک شکاری تحصیل وضلع راجن پور

مظہر حلفاً بیان کرتے ہیں کہ من مظہران چک شکاری تحصیل وضلع راجن پور کے مستقل سکونتی ہیں اور سچے مسلمان ہیں۔ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مظہر حلفاً بیانی ہیں کہ مورخہ ۹ رجون ۲۰۱۸ء سے قبل چند افراد نعیم، نسیم وغیرہ ہیومنٹی فرسٹ نامی انٹرنیشنل این جی او کے نام پر ہمارے قصبہ چک شکاری میں ہینڈ پمپ لگانے کے لئے آئے۔ ہمیں مطمئن کر کے دس عدد ہینڈ پمپ لگا دیئے۔ پھر اسی بہانے ہمارے علاقہ میں قادیانی مذہب کی تعلیم دینے اور سادہ قسم کے لوگوں کو ورغلا پھسلا کر قادیانی بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ جس پر ہم نے ڈسٹرکٹ راجن پور کو جا کر بتایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سے رابطہ کیا۔ ختم نبوت راجن پور کے امیر نے ہماری موجودگی میں قادیانی این جی او کے لگائے گئے ہینڈ پمپس کو بند کرانے اور قادیانیوں کو چک شکاری کے علاقہ سے نکالنے کے لئے انتظامیہ راجن پور کو اطلاع کر دی۔ مظہر حلفاً بیان کرتے ہیں کہ ہم قادیانی گروپ اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان کے کاموں پر بھی بائیکاٹ کرتے ہیں۔

تصدیق: بیان بالا بالکل درست ہے۔ العبد حبیب اللہ ولد فرید بخش قوم دریشک سکنہ چک شکاری راجن پور۔ دیگر حلف اٹھانے والوں کے نام جن کے دستخط اسٹام پیپر پر موجود ہیں: ۱......عبدالرحمٰن۔ ۲...... خادم حسین۔ ۳...... اللہ دتہ۔ ۴...... لعل بخش۔ ۵...... نذر حسین۔ گواہان: ۱...... جلیل الرحمٰن صدیقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راجن پور۔ ۲...... حبیب الرحمٰن رحمانی ولد عبدالخالق مرحوم قوم تھہیم سکنہ امیر حمزہ کالونی راجن پور۔

اسلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی
ختم نبوت زندہ باد
چلو چلو ختم نبوت چوک قصہ خوانی چلو
چلو چلو ختم نبوت چوک قصہ خوانی چلو
44 واں
یوم ختم نبوت
7 ستمبر 2018 بروز جمعہ بعد از نماز عشاء
بمقام
ختم نبوت چوک قصہ خوانی پشاور
زیر صدارت
جانشین مخدوم زماں
خواجہ عبدالمالک صدیقی صاحب
حضرت مولانا
پیر طریقت رہبر شریعت
خواجہ عبدالماجد صدیقی
صاحب
خانقاہ مالکیہ صدیقیہ
مہمان خصوصی
مناظر اسلام
شاہین ختم نبوۃ
حضرت مولانا
اللہ وسایا
صاحب
خطیب اسلام
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد
صاحب
مرکزی مبلغ
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا
مفتی راشد مدنی
صاحب
مرکزی مبلغ
شعبہ نشر واشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور
0333-9182737
0336-5574009
یہ پروگرام www.amtkn.com اس ویب سائٹ پر براہ راست ملاحظہ فرمائیں

سلام زندہ باد — فرماگئے یہ ہادی لانبی بعدی — تحفظ ختم نبوت زندہ باد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

7 ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت — اس دن پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دیا

سالانہ عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

عبدالرزاق اسکندر — محمد ظاہر الدین — عزیز احمد — عبدالعزیز — عبدالرؤف — محمد عامر صدیقی — محمد طیب

حسب سابق تمام مکاتب فکر کے نامور علماء کرام خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

ان شاء اللہ

7 ستمبر 2018 جمعۃ المبارک صبح 10 بجے

مرکزی جامع مسجد لال اسلام آباد

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد

03009560221
03335501050
03007550481

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران کا اجلاس جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری اچھرہ لاہور میں مجلس لاہور کے نائب امیر پیر میاں رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، سرپرست لاہور قاری جمیل الرحمن اختر، ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا قاری علیم الدین شاکر، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، حافظ حبیب الرحمن، حافظ نعیم الدین نے شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ماہ ستمبر کو ختم نبوت کے طور پر منایا جائیگا اس سلسلے میں ملک بھر میں کانفرنسز، سیمینارز اور اجتماعات منعقد کیے جائینگے۔ لاہور میں 6 ستمبر کو مرکز ختم نبوت لاہور میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائی گی جسمیں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام، شیوخ شرکت کرینگے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہر وقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں، قادیانیوں کے کفروارتداد پر ملکی وغیر ملکی عدالتوں کے فیصلے سامنے آ چکے ہیں قادیانی گروہ اسلام کا نائٹل استعمال کر کے اپنے کفروارتداد کو اسلام بنا کر پیش کر رہا ہے، اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ قاری جمیل الرحمن اختر نے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم ہے، ہمارے اکابرین نے باہمی اتحاد واتفاق سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا، آج ہم یہاں پر اپنے اکابرین کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں، مختلف دینی جماعتوں کی آراء کے تنوع، پالیسیوں اور طرز عمل اور متضاد فکر کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کے ساتھ متفق نظر آتے ہیں، یہ تمام تر ختم نبوت کا اعجاز اور اکابرین ختم نبوت کی خلوص بھری محنتوں کا نتیجہ ہے۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ حرمت رسول ﷺ کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا امت مسلمہ کا مشترکہ فریضہ ہے۔ قادیانی عقائد اسلام میں تحریف کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں۔ قادیانی سوشل میڈیا اور فلاحی کاموں کے ذریعے نوجوان نسل کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادیٔ لا نبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

ختمِ نبوۃ کانفرنس

37 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

ان شاء اللہ

بتاریخ 25 26 اکتوبر 2018 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

عنوانات

توحید باری تعالیٰ

سیرت خاتم الانبیاء ﷺ

عقیدہ ختم نبوۃ

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم

اتحاد امت

پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

اور ظہورِ مہدی

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486

چناب نگر 047-6212611